خیالستانِ خالدؒ

(باب چہارم)

غزلیات و رباعیات

	منظوم	اشعار
1-غزلیات	132	875
2-رباعیات	70	140
Total	202	1015

سلسلہ اشاعت لطیف اکیڈمی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اسم تصنیف	خیالستان خالد ......(باب چہارم) مجموعہ غزلیات و رباعیات
اسم مصنف:	مولانا ابوالفیض شاہ محمد خالد وجودیؒ القادری المعروف خالد بن جانثار یار جنگ خالد
ترتیب واہتمام	سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری خالدی
موضوع	شعر و سخن
تاریخ اشاعت	طبع اول جمادی الثانی 1432ھ مئی 2011ء
رسم اجراء	بہ موقعہ عرس شریف مرشدی و مولائی حضرت خالد وجودی علیہ الرحمۃ بہ دست مبارک حضرت خواجہ معین الدین خالدی القادری سجادہ نشین و متولی درگاہ حضرت خالد وجودیؒ
باراول	200 (دوسو)
صفحات	188
ہدیہ	Rs.65/-
ناشر	لطیف اکیڈمی اینڈ پبلشرز ٹولی چوکی۔حیدرآباد۔(انڈیا)فون 9490754160

کمپیوٹر کتابت: ٹرائی اسٹار گرافکس 16-3-992/5/A چنچل گوڑہ حیدرآباد 9247890253

ملنے کا پتہ

1 Lateef Academy
Quadri Manzil, 9.4.135/A/5-Toli Chowki Hyderabad
Ph: 040-23568160- Cell : 9490754160

2 Aastana-e- Khalid, Barkas, Hyderabad
Ph : 9885781786

3 Hyder & Sons, Publishers,Machli Kaman Hyderabad Ph 24578494

ویب سائٹ: www.lateefacademy.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد! ہمارے پیرو مرشد حضرت خالد وجودی القادری علیہ الرحمۃ المعروف خالد بن جانثار یار جنگ کا کلامِ بلاغت نظم ” خیالستانِ خالدؒ “ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ایک ضخیم کلام ہے جو تقریباً (800) آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے، جس کو حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کی ہدایت کے مطابق انتخابِ اشعار اور ترتیب و تزئین کے ساتھ طباعت و اشاعت کے متبرک کام کو ہمارے والدِ بزرگوار حضرت سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری مدظلہ عالی نے تکمیل فرمایا ہے۔

” خیالستانِ خالد“ کے اشعار کی تعداد (4500) تک پہنچتی ہے اور جس کا ہر شعر عشق کی وارفتگی، مئے الست کا کیف اور علمی و ادبی چاشنی کو اپنے میں سموئے ہوئے ہے۔ یہ سامعین و قارئین کے مشامِ جاں کو معطر اور روح کو معنبر کردیتی ہے۔ اور اکثر اشعار فنائیت و بقائیت کی گتھیاں سلجھاتے ہیں۔

اس کلام کو چار جلدوں میں: (۱) حمد و نعتِ شریف (۲) مناقب اہل اللہ (۳) تعلیماتِ خالدؒ (۴) غزلیات و رباعیات کا رسمِ اجراء مصنف حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے 22 ویں عرسِ مبارک کے موقع پر درگاہ شریف بارکس میں بفضل تعالیٰ عمل میں آرہا ہے جو ہماری دیرینہ تمنا تھی۔

کلام میں مشکل ذو معنی الفاظ کے لفظی اور مرادی معنی کی تشریح صفحات کے حاشیہ میں درج کردی گئی ہیں تاکہ قارئین کو اصل مفہوم سمجھنے میں سہولت ہوسکے۔

آخر میں لطیف اکیڈیمی کی جانب سے ہم جناب میر رفیق علی خان صاحب کے ممنوں و مشکور ہیں جنہوں نے کمپیوٹر کتابت کے مشکل کام کو بخوبی انجام دیا۔

لطیف اکیڈیمی	معتمدین لطیف اکیڈیمی
ٹولی چوکی۔ حیدرآباد-8	1- میر رحیم اللہ شاہ قادری (اقبال پاشاہ)
جمادی الثانی 1432ھ م 2011ء	2- میر کریم اللہ شاہ قادری (خواجہ پاشاہ)

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سعی وکوشش کو !

☆ والدی و مرشدی خواجہ ابوالخیر ڈاکٹر
حضرت میر مومن علی شاہ قادری علیہ الرحمۃ والرضوان

☆ مرشدی ومولائی خواجہ ابوالفیض
حضرت شاہ محمد خالد وجودی القادری علیہ الرحمۃ الرضوان

☆ دادا پیر خواجہ ابوالرضا
حضرت سید محمد بادشاہ محی الدین شمسی القادری وجودیؒ علیہ الرحمۃ والرضوان

کی خدمت بابرکت میں پیش کرتا ہوں۔ جن کے خرمنِ علم وعرفان کی خوشہ چینی نے مجھے دانش وآگہی کا فیضان بخشا۔

خاکپائے حضرت خالد وجودیؒ

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادریؒ کان اللہ لہٗ

فہرست

S.No	عنوان	Page
	عرضِ ناشر	3
	انتساب	4
	فہرست	5
	تعارف	13
	مجموعہ غزلیات و رباعیات	24
01	نہ بھولے گا ہرگز سراپا تمہارا	25
02	آنکھ جب ملتا ہوا اپنا پری پیکر اٹھا	26
03	مسیحا تو شان اپنی دکھائے چلا جا	26
04	جو تھوڑی دیر پہلو میں وہ گل اندام آجاتا	27
05	جان بھی جائے تو ہے گوارا	28
06	مجھ کو گر دیکھے نظر آئے سراپا خود تیرا	29
07	کیف تیرا سرور ہے تیرا	30
08	حُسن ہے اُس کا جمال تیرا	31
09	مر بھی جائے گا نہ بھولے گا سراپا تیرا	32
10	بن گئی ہیں میری آنکھیں اب جلوخانہ تیرا	34
11	اب تو فضل کر مجھ پر کیونکہ ہوں پیا تیرا	35
12	ہر اک کے رہا تو پیشِ نظر مجھ کو بھی نظر آجا آجا	36
13	کیا تھا میں گلہ ان کی بیوفائی کا	37
14	ہر ایک میں جلوہ ہے اے نورِ مبیں تیرا	38
15	تاثیرِ عشق نے تیری دیوانہ کر دیا	39
16	یہ دل ہے کسی کا جگر ہے کسی کا	40

S.No	عنوان	Page
17	عشق کا راز جو تھا حُسن میں تاباں نکلا	41
18	آپ کے عشق میں دل مائل خنجر نکلا	42
19	میری آنکھوں میں وہ مکیں نکلا	43
20	بزم سے جب انجمنِ آرا نکلا	44
21	کیا تلاش ہر اک جا کہیں پتہ نہ ملا	45
22	نہ یوں مجھ کو ٹالا کیا کیجئے گا	46
23	وہ آنکھوں سے پلائیں مئے تو پیمانوں کا کیا ہوگا	47
24	ہوتے ہوتے میرے نالوں کا اثر ہو جائیگا	48
25	ہے حُسن و عشق کے دریا میں غوطہ زن جمال اپنا	50
26	مجنوں کے تو دل میں تھا خود عشق نہاں اپنا	51
27	اُس بُتِ کافر کو دل میں نے دیا اچھا ہوا	53
28	کسی سے عشق تھا مجھ کو کسی کا میں دیوانہ تھا	54
29	میں مکینِ ذاتِ حق تھا لامکاں کا شانہ تھا	55
30	رضوان کا باغ اک میرا آرامگاہ تھا	56
31	نہ عمل اچھے ہیں میرے نہ کوئی کام اچھا	57
32	اک تو ہے کہ ہمیشہ سے آزار رہا	58
33	فلک بھی چکرایا روئے روشن کو جب تیرے بے نقاب دیکھا	59
34	میں دیکھا جدھر تو نظر مجھ کو آیا	60

S.No	عنوان	Page
35	روئے روشن نورِ انورِ ماہِ تاباں کر دیا	61
36	جلوہ دکھا کے اپنا دیوانہ بنا دیا	62
37	یار نے بے پردہ جب روئے درخشاں کر دیا	63
38	اچھا ہوا تھا پہلے جو آزاد کر دیا	64
39	احساسِ دو جہاں سے بے گانہ کر دیا	65
40	جلوۂ حُسن ذوقِ نظر بن گیا	66
41	تو غنی رہ کے مجھے مفلس و نادار کیا	67
42	دل کے آئینہ میں عکسِ لامکاں دیکھا کیا	68
43	اک اشارہ میں میرا بگڑا مقدر بن گیا	69
44	یوسفِ کنعان جنوں کا بن کے سودا رہ گیا	70
45	پھر میرا گھر گھر فسانہ ہو گیا	72
46	اس بُتِ کافر کا جب سے دل پہ قبضہ ہو گیا	73
47	جس پہ فضل و کرم ہو گیا	78
48	بڑھ گیا حد سے جب دردِ دل	79
49	مجھ پہ جو کچھ ستم ہو گیا	80
50	سب کا تو مالک ہے میرے رب	81
51	دل تیرے عشق میں برباد ہوا اور خراب	82

S.No	عنوان	Page
52	ہو گئے شرم وحیا سے آب آب	83
53	دل دیا ہے اُسکو جو تھا مجھکو سرتاپا فریب	84
54	یہ دل یہ جسم اور یہ جان ہے فدائے دوست	85
55	چشمِ میگوں ہی کا گردش میں رہا پیمانہ آج	86
56	چشمِ میگوں سے سراپا مست ہے میخانہ آج	88
57	ہوگا سر میں جز تیرے اوروں کا سودا کس طرح	90
58	نازیبا ہے تمہیں اپنی وضع داری پر	91
59	اپنی شراب عشق سے مجھکو مست بنا دے جام پلا کر	92
60	فکرِ مَلک سے دور ہے فہم بشر سے دُور	93
61	اور کو دیکھے جو مشتاق تمہارا ہو کر	94
62	مست و سرشار ہیں ہم جام محبت پی کر	95
63	عاشق ہوں میں حور کا شیدا نہ پری پر	96
64	ناز ہے ناز ہے خود اپنی گنہگاری پر	97
65	اُسے جب دیکھتا ہوں وہ ہے آنکھوں میں سما کر	98
66	رات دن رہتا ہے بس تیرا تصور اور خیال	100
67	مستِ مئے بے کیف کو پیمانے سے کیا کام	101
68	نظر میری ہے اُس میں گُم، تو میں حد نظر میں گُم	102

S.No	عنوان	Page
69	تماشہ خود ہی تھے کیوں بن گئے محوِ تماشہ ہم	104
70	جب اُن کے نذر خود ہو جائینگے ہم	105
71	عقل ہوتی جو ذری زاہدِ دیوانہ میں	106
72	جھلک جب سے نظر آئی کسی کے حُسن کی دل میں	107
73	ادائے بے نیازی کا مرقع بن گیا ہوں میں	109
74	جو کچھ تھے دن خزاں کے وہ سب گزر گئے ہیں	110
75	وہ آنکھوں میں میری سمائے ہوئے ہیں	111
76	تمہارے عشق میں ہم بیقرار پھرتے ہیں	112
77	میرے دل میں وہ ہیں ساکن اور میں ان کے دل میں ہوں	113
78	جب سرنگوں ہوا تو ہوئیں سرفرازیاں	114
79	وہ راز کون ہے جو مجھ پہ آشکار نہیں	115
80	حد نظر سے ماسوا دیکھتا ہوں مگر نہیں	116
81	اضطراب دل کا اُن پر بھی اثر ہونے دو	117
82	اُسے بھی ذرا آزما کر تو دیکھو	118
83	ہاتھ میں برگِ حنا آپ لگاتے کیوں ہو	119
84	الفتِ لیلیٰ میں مجنوں سا جو سودائی نہو	120
85	تیری الفت کا پیدا یوں ثمر ہو	121
86	کہاں کی آرزو جب مجھ میں تو ہے جان جانانہ	122

S.No	عنوان	Page
87	مجھکو تو اپنا ہی تو سراپا بنا کے دیکھ	123
88	مزاجب تھا کہ در ہوتا تیرا میری جبیں ہوتی	125
89	تیرے ہی حسن یکتا کی ہے جب مجھ میں ضیاء باقی	126
90	آرزو پوری ہوگئی دل کی	127
91	آ گئی پیری جوانی ہو چکی	128
92	میں نہیں ہوں بلکہ خود میری جانِ زندگی	129
93	پا تا رہوں میں تجھکو میری جانِ زندگی	130
94	انکو بیدادگی کی عادت تھی	131
95	آہ سے عرشِ معلیٰ کو ہلائے تو سہی	132
96	جوتم کو پاتے ہیں وہ اپنے کو پایا نہیں کرتے	133
97	زلفِ جاناں کا کسی کو اے خدا سودا نہ دے	134
98	سرد مہری کج ادائی چھوڑ دے	136
99	سدا میں جام پیتا ہوں تمہاری چشم مستی سے	137
100	مر رہا تھا میں تیرے ہجر میں غم کھانے سے	138
101	نسبت ازل ہی سے ہے تیرے سنگ آستاں سے	139
102	وہ مار ڈالے ہم کو جفاؤں سے ناز سے	140
103	دل دیا اُسے میں نے چوک ہوگئی مجھ سے	142
104	اضطراب و بیقراری تا بہ کے	143

S.No	عنوان	Page
105	دل کو میرے صفا کیا تو نے	144
106	جام وحدت پلا دیا کس نے	145
107	مجھ کو دیوانگی ہے چلے آیئے	146
108	کرم تھا آپ کا جو آپ کی سرکار میں آئے	147
109	تیرا جو فضل و کرم بے نیاز ہو جائے	148
110	جو کچھ تھیں حسرتیں دل میں ہم انکو خود مٹا بیٹھے	150
111	کسی کے روئے انور میں ہیں جو انداز کیا کہیئے	151
112	آنکھیں ملا کے مجھ پر وہ جادو چلا گئے	152
113	قلب مضطر چشم گریاں آہِ سوزاں چاہیئے	154
114	مرنے میں مزا ہے نہ تو جینے میں مزا ہے	155
115	الفت کا تیرے سر میں سودا بھرا ہوا ہے	156
116	دونوں جگ میں مقام میرا ہے	158
117	جو تم ہو میرے تو سارا جہاں میرا ہے	159
118	میرے دل میں تو ہی تو ہے مکیں مجھے تیرا ہی تو خیال ہے	160
119	نہیں مجھکو کسی کی بھی جستجو، نہ کسی کے در کی تلاش ہے	162
120	عشاق کی نظروں سے چھپ کر وہ آنکھ لڑانا بھول گئے	163
121	حُسن عریاں نہیں تو پھر کیا ہے	164
122	حُسنِ پروردگار تم سے ہے	165

S.No	عنوان	Page
123	مشتاق میں اِدھر، وہ اُدھر مست ناز ہے	166
124	ہے چلن مستانہ اپنا اور روش رندانہ ہے	167
125	دردِ دل جب کہ میرا حد سے سوا ہوتا ہے	168
126	وہ مستِ مئے بے کیف ہیں، ہم بے جام پئے کے مستی ہے	170
127	کون کس کے سامنے ہے کون کس کے دل میں ہے	171
128	سوا تیرے کوئی سہارا نہیں ہے	172
129	کچھ عجب لطفِ زندگانی ہے	173
130	عشق کا راز مجھے فاش نظر آتا ہے	174
131	دل کو اپنے عشق کا ایسا لگا آزار ہے	175
132	**رباعیات و قطعات**	176
	مصنف کی دیگر تصانیف	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''خیالستانِ خالدؒ''

(مختصر تعارف)

از: شاہ محمد خواجہ معین الدین خالدی چشتی القادری۔خلیفہ وجانشین حضرت خالد وجودیؒ
متولی: بارگاہ خالدؒ وجودیؒ۔بارکس،حیدرآباد۔ صفر ۱۴۳۲ھ مطابق جنوری ۲۰۱۱ء

الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ سیدنا محمدؐ المصطفیٰ وعلیٰ الہٖ واصحابہ علیٰ اولیاء امتہٖ اجمعین . امابعد!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے''الشرعتة اقوالی والطرقة افعالی والحقیقة احوالی ''یعنی شریعت میرے اقوال ہیں،طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں۔لہذا اخلوص اور استقامت کے ساتھ شریعت پر عمل پیرا رہنے سے تزکیۂ نفس (نفس کی پاکیزگی)اور طریقت کی راہِ سلوک سے تصفیۂ قلب (دل کی صفائی)اور حقیقت کے مشاہدہ سے تجلیۂ روح (روح کی لطافت اور معرفتِ الٰہی) کا حصول ممکن ہے۔غور کرنے سے معلوم ہوگا انسان کی پیدائش کا اصل مقصد عبادتِ الٰہی ہے۔جیسا کہ ارشاد ہوا !

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (ذاریات-56) یعنی جن اور انسان کو محض عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔عبادتِ الٰہی بغیر معرفتِ حق (پہچان حق تعالیٰ) کے ممکن نہیں۔لیکن اس دولتِ سرمدی کا حصول ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لئے ایک ہادی و پیرو مرشد یا شیخ کامل کا وسیلہ ضروری ہے۔جس کے بغیر خدا شناسی ممکن نہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ''وابتغو الیہ الوسیلة''میں اسی وسیلہ کی تلاش کا حکم دیا گیا ہے۔جس کی صحبت وفیضان برکات سے تزکیہ نفس (شریعت)،تصفیہ قلب (طریقت) اور تجلیۂ روح (حقیقت) کے منازل طے ہوسکیں اور خدا کے فضل وکرم سے معرفتِ حق کے سمندر سے کچھ بوند چکھ سکیں اور صحیح معنی میں

عابد و عارف کہلائیں۔

دیکھو! اہل اللہ کے قلب عشقِ رسول ﷺ میں اِس قدر صاف شفاف ہوجاتے ہیں کہ وہ سراپا حق کا آئینہ ہوتے ہیں۔تجلیاتِ حق ان سے نمایاں ہوتے رہتے ہیں۔

مصنف ''خیالستانِ خالدؒ'' میرے پیرِ کامل مرشدی ومولائی ذرہ نواز حضرت خواجہ ابو الفیض شاہ محمد خالد وجودی علیہ الرحمۃ المعروف خالد بن جانثار یار جنگؒ کا شمار اُن اہل اللہ دکن میں ہوتا ہے جن کا مرتبہ ومقام اللہ اور رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔اپنی دانش سے اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ آپؒ میدانِ شریعت کے شہسوار اور آسمانِ طریقت کے شہباز ہیں۔آپؒ اپنی حیاتِ پاکیزہ میں ہزاروں مریدین ومعتقدین کو اپنے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مالا مال فرمایا اور بعد وصال بھی آستانہ وبارگاہِ خالدؒ سے روحانی فیض کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ آپؒ کا کلام صاحبانِ ذوق کے لئے آج بھی سرچشمۂ وجدان وہدایت ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے مجھ ناچیز کو حضرت قبلہ خالد وجودی علیہ الرحمۃ کے نواسہ کی حیثیت سے آپؒ کے گود و گہوارے میں آپؒ کی خاص نگرانی میں پروان چڑھنے کی سعادت سے مشرف فرمایا اور زندگی کے ہر موڑ پر آپؒ کی رہنمائی اور اِمداد آج بھی حاصل ہے۔

الحمد اللہ میرے برادرِ طریقت مکرمی سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری خالدی قابلِ تحسین ومبارک باد ہیں جنہوں نے بہ اجازت پیر خالد علیہ الرحمۃ آپؒ ہی کے منشے کے مطابق ''خیالستانِ خالدؒ'' کی جدید انداز میں ترتیب وتزئین کے ساتھ بفضلِ تعالیٰ اشاعت کے متبرک کام کو سرانجام دیا۔اِس سے قبل آپ ہی کے چھوٹے بھائی مکرمی میر اسد اللہ شاہ قادری خالدی نے ''خیالستانِ خالدؒ'' کو اپنے طور پر ترتیب دے کر مخطوطے کی شکل میں تیار کر کے مجھے دیا تھا۔

بہر حال اِن دونوں بھائیوں کی خدمات پیر خالد علیہ الرحمۃ سے نسبت بہ درجہ عشق ہونے کا اور خود پیر کی توجہ خاص کا آئینہ دار ہے۔قارئین اِس کلام کو ویب سائیٹ www.lateefacademy.com پر بھی ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

صاحبِ تصنیف ''خیالستانِ خالدؒ '' کا تعارف مجھ ہیچمدان کے دائرہ امکان سے بالاتر ہے۔قلم عاجز ہے اور میں حیران ہوں کہ اس مقدس شخصیت کا تعارف کن الفاظ میں بیان کروں،بس یہ اشعار وردِ زبان ہیں ۔

آ قا کہوں یا مالک و مولا کہوں تمہیں یا باغِ وجودیؔ کا گُلِ زیبا کہوں تمہیں
گلزارِ شمسؔ کا گُلِ رنگیں ادا کہوں یا خواجگانِ چشت کا سہرا کہوں تمہیں
اللہ رے یہ حُسن تخیل کی رفعتیں حیران ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تمہیں

لطیف قادریؔ

نام و نسب:۔

مرشدی و مولائی حضرت قبلہ کا اسمِ گرامی خالد ابی اللّیل المعروف خالد بن جانثار یار جنگ ہے آپ کو سلطان الاسرار، شیخ الکامل ذرہ نواز محبوبِ رحمانی بدر الدین ،خواجہ ابوالفیض شاہ محمد خالد وجودی قادری الچشتی علیہ الرحمۃ جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔اور آپؒ کے والدِ بزرگوار حضرت عوض ابی اللّیلؒ نواب جانثار یار جنگؒ ہیں۔آپؒ کے والدِ ماجد ملک یمن (جزیرۃ العرب) سے حیدر آباد دکن تشریف لائے اور بادشاہِ وقت آصف جاہ ششم نواب میر محبوب علی خان نے اپنے اے۔ڈی۔سی کے باوقار عہدہ پر فائز فرمایا۔حُسنِ خدمات کی بناء پر آپ کو جانثار یار جنگ کے خطاب سے بھی سرفراز کیا گیا۔حضرت خالدؒ بن جانثار یار جنگ کی ولادت 6/رجب 1297 ھ مطابق 6/ڈسمبر 1879ء حیدر آباد دکن میں ہوئی۔آپ شافعی المسلک ،قادری ،چشتی ، سہروردی ،رفاعی مشرف وحدت الوجود مذہب کے حامل تھے۔آپؒ کا نسبی سلسلہ پدری عرب کے مشہور امراء قبیلہ ابی اللّیل الہاشمی سے ہے اور سلسلہ مادری سید جلال الدین

جہانیان جہاں گشت بخاریؒ سے ہوتا ہوا حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ سے جاملتا ہے۔

مقام و مرتبہ:۔

حضرت خالد میاں قبلہ علیہ الرحمۃ کو اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ ابو رضا سید بادشاہ محی الدین حسینی وجودیؔ القادری علیہ الرحمۃ اور دادا پیر حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ اورنگ آبادی سے راست تربیت اور فیضان و توجہ خاص حاصل رہی۔ جو آپؒ کو ایک امیر سے فقیرِ کامل بنادیا آپؒ کو اپنے پیرؒ سے نسبت اور فنائیت کا اندازہ خود آپؒ کے اس شعر سے ہوتا ہے ۔

نام کو بھی نہیں رہا خالدؔ ہیں وجودی پیا وجودی پیاؒ

آپؒ کی پیر پرستی اور خود پیرؒ کی توجہ خاص نے آپؒ کو فنافی الرسول و فنافی اللہ کی منزلیں طے کرادیں۔ آپؒ اپنے کلام میں اِس جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ ۔

گو خالدؔ نام ہے میرا مگر بندے کا بندہ ہوں محمد مصطفیٰ کے فضل سے میں سب میں دائر ہوں

کچھ ایسا مرتبہ فضل کرم سے ہوگیا حاصل نہ ہم اپنے کو پاتے ہیں نہ اب اُن کو پاتے ہیں

بخدا ! مجھ خادم کا وجدان کہتا ہے کہ آپؒ ولایت کے درجہ کمال پر محمدی مشرف ہوکر احدیت کے مکیں و تمکین ہیں واللہ اعلم ورسولہ۔ اس کے باوجود آپؒ کی عاجز مزاجی اور خوش خلقی کا یہ عالم ہے کہ ایک جگہ فرماتے ہیں!

دھوکا مت کھا تو رب کو رب ہی سمجھ خالدؔ انساں نہیں تو پھر کیا ہے

حضرت خالدؔ وجودیؒ

بیسیوں خلفاء اور سالکانِ راہِ خدا آپؒ کے فیضِ بابرکت سے بہرہ مند ہوئے اور ولایت کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔ آپؒ کے ہزاروں مریدین ملک و بیرونِ ممالک میں موجود ہیں۔ آپؒ کا کلام میرے پیر بھائی حضرت محمد اشرف خالدی صاحب نے ایک رجسٹر میں محفوظ کرلیا تھا، جس کو حضرت قبلہؒ ہفتہ وارانہ مجلس میں ہر اتوار کو خود پڑھ کر تعلیم دیا کرتے تھے یہ مجلس شام تک جاری رہتی اور دوپہر کے کھانے کا اہتمام فرماتے یہ سلسلہ تاحیات چلتا رہا۔

مجھ سگِ در پر خاص نظر کرم ہوا کرتی اور آپؒ اپنی علالت میں وصال مبارک سے ایک ماہ قبل رات دن اپنی خدمت میں رہنے کا شرف عطا فرمایا۔ فدوی اُس آفتابِ ولایت کی کیفیات کے پُرسوز اثر سے حیران سا رہتا تھا اور خدمت میں مشغول رہتا تھا بالآخر آپؒ نے بعمر 111 سال 11/ جمادی الثانی 1408ھ مطابق 30/جنوری 1988ء کو بوقت فجر رحلت فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آپؒ کا مزارِ مبارک بارکس حیدرآباد میں آپؒ کے پیرو مرشد حضرت ابو رضا سید بادشاہ محی الدین وجودیؒ القادری علیہ الرحمۃ کی گنبدِ مبارک کے جوار میں زیارتِ گاہ خاص و عام ہے۔ آپؒ کے وصال کے بعد حضرت پیرانی ماں صاحبہ کے منشے اور مریدین کی اتفاقِ رائے سے آپؒ کے نواسے حضرت خواجہ معین الدین خالدی القادری کو آپؒ کا جانشین وسجادہ نشین مقرر کیا گیا۔ آج بھی ہر ماہ 11/تاریخ کو محفلِ سماع، تناولِ طعام، سالانہ اعراس کی تقاریب آستانہ خالدؒ پر اُسی طرح جاری ہیں جیسے آپؒ کے حینِ حیات میں تھے اور حضرت وجودیؒ پیا علیہ الرحمۃ کی گنبدِ مبارک کی تعمیر کا اہم کام حضرت خالد میاں علیہ الرحمۃ کے منشے کے مطابق حضرت معین پاشاہ سجادہ نشین کی نگرانی میں حال ہی میں تکمیل پایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت معین پاشاہ سجادہ نشین کو سلامت و با کرامت رکھے۔ آمین۔

خوش نصیبی سے مجھ مرید و خادم کو حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کی صحبت بابرکت اور فیضان خاص کی سعادت ایک طویل عرصہ تک حاصل رہی اور آج بھی جاری و ساری ہے۔

علم وفضل:۔

حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کو قرآن وحدیث پر گہری بصیرت حاصل تھی۔ اصولِ فقہ، ادب اور تصوف پر خاص دسترس کے حامل رہے ہیں۔ آپؒ استادِ سخن اور باصلاحیت شاعر بھی رہے ہیں۔ آپؒ کا کلام ''خیالستانِ خالد'' حمدِ باری تعالیٰ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ، مناقبِ اولیاء کرام، غزلیات ورباعیات علوم عرفانی و تصوف، عشقِ رسول ﷺ سے بھرا ہوا اُردو و فارسی زبان میں 800 صفحات پر مشتمل ضخیم مجموعہ کلام ہے۔

حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کو زبان و بیان پر غیر معمولی قدرت حاصل تھی چنانچہ آپؒ کے کلام میں فن کی پختگی، طرزِ ادا کی شگفتگی، اظہار میں بے ساختگی، لب ولہجہ کی پُر اثر آفرینی، تشبیہات و استعارات کی بوقلمونی جا بجا نمایاں ہے اور اشعار کی تلفیظ کا دائرہ بہت وسیع ہے جس کی ترکیبیں متنوع اور منفرد ہیں۔ اکثر مترنم اور نغمہ ریزی، بحروں کا انتخاب کلام کو سماع کے لئے نہایت موزوں بنا دیتا ہے۔

اہل قال شعراء کا کلام جو صرف زبان سے واہ واہ نکلوا دے معتبر نہیں اہل حال حضرات کا کلام جو روح کو گرما دے، دل پر اثر انداز ہو اور جس سے عشقِ رسول ﷺ میں آفرینی ہو اور آنکھ نم ہو جائے اور قلب مضطرب ہو جائے وہ کلام معتبر ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے کلام میں یہ خصوصیت صاف نمایاں ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ شعری مجموعہ (خیالستانِ خالدؒ) سخن و ادب کا ایک بحرِ بیکراں ہے جس کی غواصی کرنے والے ہر بار معرفت و حقیقت کے آبدار موتیوں سے اپنے دامنِ مقصود کو بھر لیتے رہیں گے۔ بلا شبہ یہ کلام نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔

خیالستانِ خالدؒ (640) منظومات اور (70) رباعیات پر مشتمل ہے۔ جس میں متعدد مسدس، مثلث اور خمسہ بھی شامل ہیں۔ جملہ اشعار کی تعداد (4500) تک پہنچ جاتی ہے۔

سببِ اشاعتِ کلام:۔

حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے اپنے حینِ حیات کے آخری سال 1987ء دادا پیر حضرت خواجہ شمس پیاؒ کے عرس کے موقع پر اورنگ آباد شریف میں مجھ خادم سے فرمائے کہ "بیٹا میرے اس کلام (خیالستانِ خالد) کے منظومات میں ہر منظوم کے کم از کم گیارہ اشعار کو اور اگر منظوم طویل ہو تو زیادہ مناسب اشعار کا انتخاب کر کے اس کی طبع و اشاعت کر دینا"۔ چنانچہ دوسرے ہی سال آپؒ کے وصال کے بعد میں اس اہم کام میں جُٹ گیا اور اشعار کے انتخاب اور اصنافِ سخن کے لحاظ سے ترتیب دینے کا اہم کام طویل عرصہ تک جاری رہا۔ بالآخر بفضل تعالیٰ "خیالستانِ خالد" کو حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے منشے کے مطابق چار ابواب (حصوں) میں تقسیم

کیا گیا۔ پہلا باب حمد و نعتِ شریف۔ دوسرا باب مناقب اہل اللہ۔ تیسرا باب تعلیماتِ خالدؔ۔ چوتھا باب غزلیات و رباعیات پر مشتمل قارئین کے پیشِ خدمت ہے۔ ہر باب تقریباً 200 صفحات پر مشتمل ہے۔

زیر مطالعہ کلام ''خیالستان خالدؒ'' غزلیات و رباعیات کا باب چہارم (133) منظومات پر مشتمل ہے معزز قارئین اس کلامِ عشق و معرفت کو قلبی سکون و تسکین کا مظہر پائینگے انشاءاللہ۔

میں اپنی اس ادنیٰ سعی کو مرشدی و مولائی حضرت ابوالفیض شاہ محمد خالدؒ وجودی القادری علیہ الرحمۃ کی نذر کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

قارئین کے استفادہ کے لئے حضرت قبلہ خالدؔ وجودی علیہ الرحمۃ کے چند ارشادات جن کا آپؒ اکثر تذکرہ فرمایا کرتے تھے پیشِ خدمت ہے۔

چند ارشادات و خطاب

حضرت خالد وجودی علیہ الرحمۃ

1- آپؒ کی نگاہ حقیقت میں دنیوی زندگی کی اہمیت نہ تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے ''میگزرد'' (یہ دنیا ہے گزر جاتی)۔

2- اسلام صرف سادہ زندگی کی تعلیم دیتا ہے' کسی لہو و لعب میں مبتلا ہونے نہیں دیتا۔ صرف اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات پر چلاتا ہے۔

3- غور کرو! ''لا'' سے ''اِلٰـہ'' کی نفی ہو رہی ہے۔ الّا سے ''اللہ'' کا ثبوت ملتا ہے۔ جو ثابت ہوتی وہی چیز قائم رہے گی۔ جس کی نفی کی جاتی ہے وہ باقی نہیں رہتی۔ جیسے میں نے کہا ''آپ نہیں ہیں آدمؑ ہیں''۔ کیا میں جھوٹ بولا؟ نہیں! میں نے آپ کی نفی کر دی تو آپ کے تقید (شخصیت) کی نفی ہوگی اور آپ کی حقیقت سامنے آ گئی۔ ویسا ہی یہاں، تقیداتِ کائنات کی نفی کی جاتی ہے تو حقیقتِ کائنات

سامنے آتی ہے۔حقیقتِ کائنات سامنے آنے کے بعد اب آپ اس حقیقت کو نہ دیکھیں، نہ مشاہدہ کریں، نہ پہچانے تو یہ آپ کی غفلت ہے۔

اثباتِ حق کے ساتھ ہی کردے جو سب کی نفی
باقی خدا ہی رہ گیا ' تیری خودی رہی نہیں
حضرت خالدؔ وجودیؒ

4- کوئی تقید اپنے منشے کے موافق صورت میں آ نہیں سکتا۔نفی کے بعد وہ تقید اسی صورت میں رہے گا،صرف اس کی حقیقت (حق تعالیٰ) سامنے آ جائے گی۔تقیدات کثیر ہیں۔انسان ایک کی نفی کرتا ہے تو دوسری صورت سامنے آ جاتی ہے اور بولتی ''میں ہوں نا'' گویا ہر تقید اپنے کو منواتا ہے یہ اس کی ''انانیت'' ہے۔اس کی انانیت ''مقیدہ'' ہے۔جب اَناء مقیدہ کی نفی کی جاتی ہے تو اَناء ''مطلقہ'' سامنے آ جاتی ہے۔وہ کون ہے؟''اللہ'' ہے۔جب ''اللہ'' ہی باقی رہنے والا ہے تو اس کو ہی باقی رکھو۔''میں نہیں ہوں حق موجود ہے''۔نفیٔ شئے کے بعد شئے معدوم نہیں ہوتی صرف آپ کا خیال معدوم (ختم) ہوتا ہے۔مثلاً میں نے کہا ''آپ نہیں ہیں آدمؑ ہیں'' تو آپ معدوم نہیں ہوئے، بلکہ موجود ہیں، بجائے آپ کے میں آدمؑ کو دیکھ رہا ہوں۔

نہ کر ترکِ صورت' ترکِ رویت کر ہر اک شئے کی
وہی بے صورتی تجھ کو نظر آ جائے گی اپنی

5- جو اول و آخر، ظاہر و باطن، حاضر و ناظر ہے۔آپ سمجھے بھی تو آپ کا ظاہر ''اللہ'' ہے آپ کا باطن بھی ''اللہ'' ہے۔اگر نہیں سمجھے تو آپ خسارے میں ہیں، جو کچھ ہے ''فہم'' ہے!
مَنْ فَھِمَ فَھِمَ (جو سمجھا سمجھا)۔مَنْ فَھِمَ سَکَتَ (جو سمجھا وہ خاموش ہوگیا)۔مَنْ سَکَتَ سَلِیْمَ (جو خاموش ہوگیا وہ سلامتی میں آ گیا)۔مَنْ سَلِیْمَ نَجَاتَ (جو سلامتی میں آ گیا وہ نجات پالیا)۔ارے بھائی سمجھے بھی تو اللہ ہے نہ سمجھے بھی تو اللہ ہی ہے تو پھر اللہ ہی کو دیکھو نا رے۔

نظر اپنی تقید سے ہٹالے خدا کو دیکھ وہ اللہ والے

سراپا اپناہی اس کو بنا کر خاموش بیٹھے ہیں جمالِ یار پیشِ نظر اور اُس میں گم ہیں ہم

حضرت خالدؔ وجودیؒ

6- اللہ کے مظہرِ اتم کون ہیں؟ سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ رب العزت کا مرتبہ ''احدیت'' ہے وہ تنزل فرما کر مرتبہ ''وحدت'' میں آکر جو مرتبہ اجمال یعنی حقیقت محمدی ہے، تفصیل حقائق اشیائے کائنات کو جو مرتبہ ''واحدیت'' میں نمایاں ہیں ''حکمِ کُن'' فرماتا ہے تو تمام چیزیں کائینات میں پیدا ہو جاتی ہیں یعنی ظہور میں آتی ہیں۔

محمدؐ کو نورِ خدا جانتے ہیں منور ہوا جن کے نور سے عالم

7-اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللہ نُورُ السَّموٰاتِ وَالْاَرْضِ یعنی زمین وآسمان (کائنات) کا نور اللہ تعالیٰ ہے۔ اب ظہورِ اول کون ہے، مظہرِ اتم (مجتمع جامع صفات الٰہیہ) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر کوئی سرکار دو عالم ﷺ کو اور اُن کی عظمت و مرتبہ کو نہ مانے تو وہ مسلمان ہی کب ہے۔ (صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے مسلمان نہیں ہوتا)۔

تو پھر ''محمد رسول اللہ ﷺ کہہ کر ہی مان لو۔ محمد رسول اللہ ﷺ ہی دل سے بولو اور زبان سے تصدیق بھی کرو''۔

میمِ احمدؐ کا پڑ گیا پردہ کوئی کیا راز جانے وحدت کا

8- دیکھو اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْ (آپ ﷺ فرما دیجئے اے میرے بندو) اِسْرِفُوْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ (اسراف کروا پنے نفسوں پر) لَا تَقْنَقُوْ مِنْ رَّحْمَتِ اللهِ (اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو)۔ اللہ کی رحمت کون ہیں؟ رحمت اللعالمین سرکارِ دو عالم ﷺ ہیں۔ اِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعَ (تحقیق کہ اللہ تعالیٰ جملہ گناہوں کو بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہی ہے)۔

بخش دیگا خدا انکا اشارہ ہو جدھر دیکھو شفاعت جب کریں گے ہم گنہگاروں کی محشر میں

دیکھو ! امتیازِ رسالت کے لحاظ سے آپ ﷺ یہاں پر اُمّی آئے اور حقیقت کے لحاظ سے وہاں ''عبد'' ہیں ۔تمام کائنات کی تخلیق جو ہوئی ہے وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے نور سے ۔(اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَ کُلِّ مِنْ نُّوْرِ)۔(حدیث)

نبی کریم کے اشارہ کو ہم خدا کی صدا و ندا جانتے ہیں

اب جب کہ اِسْــــرِفُــــوْا کہا گیا یعنی (میرے بندو) اپنے نفسوں کو ایسا اسراف (نفی) کرو کہ اپنی اَنا باقی نہ رہے۔جب اپنے کو اسراف کریں گے اسرفو علی النور تو ہم باقی نہیں،اب اِلّا اللہ کا مفہوم پورا ہوا۔

9- یادرکھو!عطا،قابلیت کونہیں دیکھتی بلکہ نسبت کودیکھتی ہے۔قابلیت توعطا کی جاتی ہے۔

10- نظر کے دو جہتیں ہیں ،ایک ہے ''بصارت'' جسے ظاہری نظر کہتے ہیں اور دوسری ہے ''بصیرت'' جسے باطنی نظر یا دل کی آنکھ کہتے ہیں۔انسان اپنی بصارت سے اللہ کے مظاہر کو یعنی تقیدات (مخلوق) کو دیکھتا ہے اور بصیرت سے اُن کی حقیقت کو یعنی اللہ کو دیکھتا ہے۔(مشاہدہ کرتا ہے) جب تک صرف ظہور پر نظر رہتی ہے، اللہ سے غفلت ہوتی رہتی ہے اور جب حقیقت پر نظر ہوتی ہے تو غفلت ہٹ جاتی ہے۔ اورحضوری رہتی ہے۔لہذا نظر ایک ہے اس کی دو جہتیں ہیں۔اب آپ چاہے بصارت سے دیکھیں، چاہے تو بصیرت سے دیکھیں ۔

خالدؔ کی پڑی جس پہ نظر حق نظر آیا اِن جملہ نظریات میں اللہ کے سوا کیا ہے

11- بصارت کے لئے ظاہری آنکھ کی ضرورت ہوتی ہے بصیرت کے لئے نہیں۔بصیرت والا اللہ کا رازداں ہوتا ہے اور راز الٰہی (اپنے احوال و انکشافات) کو اس طرح چُھپاتا ہے جس طرح ایک عورت اپنے آپ کو چھپاتی ہے۔بعض اوقات بصارت اور بصیرت کی لکیر (حد) اس قدر باریک ہوجاتی ہے کہ آدمی سمجھ نہیں پاتا کہ آیا وہ بصارت سے دیکھ رہا ہے یا بصیرت سے۔خلط ملط

ہوتا ہے۔ یہ مقامِ جذب یعنی مقامِ فنا ہے۔

12- انسان اپنے فہم سے، خیال سے استفادہ کرتا ہے۔ اگر فہم میں اللہ ہے تو اس کے ہر عمل میں اللہ ہے اور خیال میں اللہ نہیں تو عمل میں بھی اللہ نہیں۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتُ (حدیث)۔ مثلاً اگر سامنے کھانا ہو اور صرف منہ سے ''کھانا، کھانا'' کہے جاؤ تو پیٹ نہیں بھرتا، کھانے کو دیکھ کر، سمجھ کر، ملا کر ہاتھ سے، پھر چبا کر کھانے سے پیٹ بھرتا ہے، اور کھانے سے استفادہ ہوتا ہے۔ اُسی طرح صرف ''اللہ اللہ'' کہنے سے استفادہ نہیں ہوتا۔ اللہ کے فہم کے ساتھ عمل ہو تو استفادہ (فائدہ) ہوتا ہے۔

13- ارشادِ حق تعالیٰ ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی ''ہم نے جن اور انس کو نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کے لئے''۔ جب ہماری تخلیق مختص بہ عبادات (صرف عبادت ہی کے لئے) ہو تو پھر ہم سے غیر عبادت ہو نہیں سکتا۔

14- غور کریں، اللہ کہنے میں ایک حرکت اور ایک سکون ہے۔ اسی طرح ہمارے ہر عمل میں بھی ایک حرکت ایک سکون ہوتا ہے۔ خواہ ہم چلیں، ہاتھ اُٹھائیں، پاؤں ڈالیں، زبان چلائیں وغیرہ گویا اس طرح ہم سرتا پا ''عابد'' ہیں، شرط صرف یہ کہ اُس (اللہ) کا خیال رہے ورنہ غافل ہیں یعنی ''غیر عابد'' ہیں۔ مقصدِ حیات کے خلاف ہیں۔

15- یاد رکھو! اللہ کے خیال میں، اُس کی حضوری میں گزارا کرو۔ غفلت سے بچو اللہ کا فضل ہو جائے تو یہ سب کچھ آسان ہے۔ ہمیشہ اُس کے فضل کے طالب رہا کرو تو پھر خیر ہی خیر ہے۔ انشاء اللہ۔

آخر الدعوانا الحمد للّٰہ رب العلمین، واصلوۃ والسلام علی رسولہٖ و الہٖ و اصحابہ اجمعین

تو جس دم اپنے کو عاجز بنالے اُسی وقت فضلِ حق ہو جائے گا دیکھو

ازخاکپائے خالدؒ

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری خالدی

سابق مہتمم۔ پولس حیدرآباد

خیالستان خالدؒ

مجموعہ غزلیات و رباعیات

①

تمہید

نہ بھولے گا ہرگز سراپا تمہارا ... شناسا تمہارا شناسا تمہارا
جو دیکھے مجھے چشمِ حق بیں سے کوئی ... نظر آئے گا اُس کو جلوہ تمہارا
عیاں ہوگئے بن کے ہرجائی ایسے ... کہ ہوتا ہے ہر جا پہ چرچا تمہارا
نہاں ہے میرے دل میں الفت تمہاری ... بھرا ہے میرے سر میں سودا[1] تمہارا
بگاڑو بناؤ جلاؤ مٹاؤ ... میں بندہ تمہارا ہوں بندہ تمہارا
مسلمان و کافر نہیں غیر کوئی ... کلیسا تمہارا ہے کعبہ تمہارا
اطبا[2] لگائے بہت زور لیکن ... ہوا ہے نہ بیمار اچھا تمہارا
نہیں سیرِ باغ و گلستاں سے مطلب ... مبارک رہے ہم کو کوچہ تمہارا
میرے دل میں آنکھوں میں ہوئے ایسے ظاہر ... نظر کی جدھر دیکھا نقشہ تمہارا
ہر اک جا پہ ظاہر تم ہی تم ہو مولا ... فقط طور پر جلوہ کیسا تمہارا
عجب کیا بنادے گا قطرہ کو دریا ... چڑھے جوش پر جبکہ دریا تمہارا
گنہگار خالدؔ سا کوئی نہیں ہے ... اسے بخش بھی دیجئے صدقہ تمہارا

۱ دیوانہ پن ۲ حکیم ڈاکٹر (طبیب کی جمع)

(2)

آنکھ جب ملتا ہوا اپنا پری پیکر اُٹھا
خواب سے بیدار ہو کر فتنۂ محشر اُٹھا

زندگی کا کیا بھروسہ کیجئے فکرِ وصال
عمر پلٹے گی نہیں کون آج تک مر کر اُٹھا

مال و دولت کی تمنا رنج دے گی ایک دن
پھینک دے بارِ گراں[1] کو تو نہ اپنے سر اُٹھا

مشکلوں پر مشکلیں تھیں ہوگئیں آسان سب
یا علیؓ مشکل کشا میں جس گھڑی کہکر اُٹھا

جان دُو بھر ہوگئی جاتا رہا صبر و قرار
آج پہلو سے ہمارے جبکہ وہ دلبر اُٹھا

بچ گئی جانِ حزیں آپ آگئے اچھا ہوا
مرتے مرتے آپکا خالد تو اب جی کر اُٹھا

(3)

مسیحا تو شان اپنی دکھائے چلا جا
لگا کر تو ٹھوکر جلائے چلا جا

رہے فکر دارین[2] دل میں نہ باقی
تو اک جام ایسا پلائے چلا جا

میری کشتی خواجہ بھنور میں پڑی ہے
میرا پار بیڑا لگائے چلا جا

پڑا ہوں تیرے در پہ مدت سے خواجہ
میری بگڑی قسمت بنائے چلا جا

بجیں تیری ہمت کے ڈنکے جہاں میں
تو میخانہ ساقی لٹائے چلا جا

محبت میں اپنے میرے پیارے خواجہ
تو خالد کو اپنے مٹائے چلا جا

[1] سخت مصیبت [2] دین و دنیا

4

جو تھوڑی دیر پہلو میں وہ گُلِ اندام[1] آجاتا
مزہ اب مئے کے پینے کا تو مئے آشام[2] آجاتا

نہ جیتا کس طرح مرنے سے اس کو فائدہ کیا تھا
اگر بر وقت اے سفاک[3] تو کچھ کام آجاتا

نہ ٹلتی موت ہرگز ہم نے مانا لیکن ائے ظالم
تیرے آنے سے یہ ہوتا کہ کچھ آرام آجاتا

کوئی دم کا مہماں اے ستمگر تیرا شیدائی
مزہ ہوتا اگر اب وصل کا پیغام آجاتا

بگاڑی ہے میری قسمت کی چکر نے مجھے ورنہ
تیرے ہاتھوں نہ یوں میں گردشِ ایام آجاتا

رہی خالدؔ کہاں دل میں محبت مہ جبینوں کی
مگر اب بھی کبھی ہے وہ خیالِ خام[4] آجاتا

[1] گُل بدن (نازک حسین) [2] پینے کا [3] حسین محبوب [4] کچا (غلط)

5

جان بھی جائے تو ہے گوارا میں نہ چھوڑونگا دامن تمہارا
میری ہر مشکل آساں ہوئی ہے جب مصیبت میں تمکو پکارا
لاج تمکو ہے پروا مجھے کیا نام لیوا ہوں خواجہ تمہارا
آبرو سب کی وہ رکھنے والے تیرے قربان اِدھر اک اشارا
جز تیرے دل میں کوئی نہیں ہے میرا بس اک تو ہی ہے پیارا
فخر ہے مجھکو حاصل ازل سے میں تو بندہ ہوں مولا تمہارا
میری عزت تمہارے ہی ہاتھ ہے تم کرو تم کو جو ہو گوارا
لاج رکھ لینا خادم کی لِـــلّٰـــہ جز تیرے کون اس کا سہارا
ہے فقط تیرا ہی اک وسیلہ ہم بُروں کو تو ہر دم سنوارا
خالدِ عاصی و پُر خطا پر
کیا کیا فضل و کرم ہے تمہارا

6

مجھ کو گر دیکھے نظر آئے سراپا خود تیرا
ہے میرے ہونے سے عیاں واللہ چہرہ خود تیرا

ذاتِ مطلق ہی تجلی ریز ہے ہر اک میں
ہر تعین[۱] ہر تقید[۲] میں ہے جلوہ خود تیرا

احد احمد ایک ہی ہیں نورِ انوارِ قدم[۳]
میم کا پردہ جو ہے یہ بھی ہے پردہ خود تیرا

اس طرح پنہاں ہے میری چشمِ حق بیں میں کہ تو
ہر تماشائی[۴] سے ظاہر ہے تماشہ[۵] خود تیرا

نورِ احمد ہی سے جلوہ گر[۶] ہوئے کون و مکاں
مرکزِ ہر دائرہ ہے روئے زیبا خود تیرا

ساقیِ کوثر کے جامِ وحدت ہی کا ہے اثر
ہوگیا اپنے سے باہر ہے دیوانہ خود تیرا

خالدِ خستہ پریشان حال ہے وجودیؒ رحم کر
جان و دل سے ہوگیا ہے یہ تو شیدا خود تیرا

[۱] ممکن [۲] بندہ [۳] قدیم [۴] بندے [۵] جلوہ [۶] ظاہر

(7)

کیف تیرا سرور ہے تیرا نشہ تیرا غرور ہے تیرا
دل میں الفت ہے آنکھ میں صورت سر میں سودا ضرور ہے تیرا
نورِ انوار کے ہیں سب پَرتَو [1] سب مظاہر [2] میں نور ہے تیرا
جلوہ تیرا ہے ہر تقید [3] میں ہر تعین [4] ظہور ہے تیرا
جب تو ہر ایک سے نمایاں ہے جلوہ نزدیک و دور ہے تیرا
بخشدے صدقہ اپنی رحمت کا خادم پُر قصور ہے تیرا
بیخودی میں بھی پالیا تجھکو خوب حاصل شعور ہے تیرا

دے دے ہاتھوں سے اپنے خالدؔ کو
خواجہ جام طہور ہے تیرا

[1] آثار [2] مخلوق [3]، [4] شئے (بندہ)

8

حُسن ہے اُس کا جمال تیرا عشق ہے اُس کا جلال تیرا
اُس کا جلوہ صورت تیری اُس کا نقشہ جمال تیرا
پردہ پردہ کیا ہے پردہ پردہ اُس کا خیال تیرا
دل میں ہے مسکن[1] چشم میں ظاہر وصل ہے اُس کا وصال تیرا
دل میں مکیں ہے آرزو تیری سر میں ہے میرے خیال تیرا
ناز اُٹھا کر ناز کیا کر نیاز ہے اُس کا مآل[2] تیرا
میرا تو بس تُو ہی ہے مقصد کرتا ہوں تجھ سے سوال تیرا
خالدؔ تو خود نور ہے جس کا
اُس کی تجلّی ہے حال[3] تیرا

[1] گھر [2] انجام [3] کیفیت قلب

(9)

مر بھی جائے گا نہ بھولے گا سراپا تیرا — خوب پہچانتا ہے تجھکو شناسا تیرا
رُخ پری پر نہ کرے دیکھنے والا تیرا — حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
لاکھ شیدا ہو کوئی صورتِ[1] موسیٰ تیرا — کس طرح دیکھ سکے چہرۂ زیبا تیرا
مجھ سے کیا وصف[2] ادا ہو سکے مولا تیرا — تو ہے یکتا کوئی ثانی نہیں حقا تیرا
دید بازی کی تمنا میں ہوا ہوں بے خود — ہوش آجائے گا دیکھوں جو سراپا تیرا
عشق میں نرگسِ بیمار ہے بیمار تیری — اور ہے داغِ گرفتہ گُلِ لالہ تیرا
سیر سے باغ وگلستاں کے نہ دل بہلے گا — تا ابد ہم کو مبارک رہے صحرا تیرا
دل میں گھر ہے تیرا آنکھوں میں جگہ ہے تیری — سامنا آٹھ پہر رہتا ہے میرا تیرا
جان جبتک ہے رہیگی مجھے اُلفت تیری — سر ہے جبتک نہ مٹیگا کبھی سودا تیرا
مجھکو پائے جو نہ پایا ہو نشاں کو تیرے — مجھکو دیکھے جو نہ دیکھا ہو سراپا تیرا
ایک سے ایک طرحدار[3] ہے عالم میں مگر — شیفتہ[4] غیر پہ ہوگا نہ شناسا تیرا
کیوں اُٹھے دستِ طلب میرا کسی کے آگے — مجھکو کافی ہے دو عالم میں بھروسہ تیرا
ہاں بہت زور طبیبوں نے لگایا لیکن — کبھی اچھا نہ ہوا والہ و شیدا تیرا

۱ مثلِ ۲ حق ۳ حسین ۴ فدا

لِلّٰہ الحمد اجل سے نہ ہوا شرمندہ زندگی ہی میں مٹا جاتا ہے شیدا تیرا
گُل تیرا باغ تیرا کوہ و بیاباں تیرے مالک الملک ہے تو سب پہ ہے قبضہ تیرا
دیکھ لیتے ہیں تجھے دیکھنے والے ہر جا منحصر طُور ہی پر کچھ نہیں جلوہ تیرا
سرِ تسلیمِ خم ہوتے ہی قدموں پہ گرا شکر صد شکر ادا ہوگیا سجدہ تیرا
تیرے قربان کیا قطرہ سے دریا مجھکو میں تو اک بندۂ ناچیز تھا مولا تیرا
بحر ہی بحر ہے پھر قطرہ کی ہستی[1] کیا ہے جب کبھی جوش پہ آ جاتا ہے دریا تیرا
دل میں صورت تیری آنکھوں میں ہے صورت تیری آپ اپنے ہی میں پاتا ہوں سراپا[2] تیرا
کوئی محروم نہیں لطف و کرم سے تیرے شاہ و خرم[3] ہے ہر ایک اپنا پرایا تیرا
سر تیرا جان تیری دل تیرا ایمان تیراا غیر کی مِلک نہیں میں تو ہوں بندہ تیرا

خالدِؔ زار بہت مضطرب و حیراں ہے
فضل و احساں و کرم چاہئے مولا تیرا

[1] وقعت (نعمت) [2] تصور [3] خوش و بےفکر

10

بن گئی ہیں میری آنکھیں اب جلوخانہ[1] تیرا
ہوگیا ہے دل میرا اب خاص کاشانہ تیرا

میں تو ہوں مستِ الست[2] دیر وحرم سے کام کیا
مشرب[3] رنداں[4] ہے میرا میں ہوں مستانہ تیرا

زہد وتقویٰ و ریاضت سے ہے اسکو کیا غرض
ہوگیا آزاد دو عالم سے دیوانہ تیرا

تسبیح و زِنّار کی زحمت سے ہر دم ہوں بری
میں نہیں ہوں کررہا ہوں ذکر روزانہ تیرا

کون سی جا ہے جہاں پر تو نہیں ہے جلوہ گر
ذرہ ذرہ میں ہے تو، بستی و ویرانہ تیرا

حُسنِ یوسف پر ہوئی شیدا زلیخا مجھکو کیا
ہوں فدائی میں ازل سے حُسنِ جانانہ تیرا

یہ تو ممکن ہی نہیں خالدؔ کے دل میں غیر ہو
جبکہ کہلاتا ہے یا رب دل میرا خانہ[5] تیرا

[1] مصروفِ دید [2] ذات میں گُم [3] طریق [4] مئے کشی [5] کعبہ

(11)

اب تو فضل کر مجھ پر کیونکہ ہوں پیا تیرا
چھوڑتا ہوں کب تجھکو میں نہیں ہوں کیا تیرا

نُور میری آنکھوں میں دل ہے جلوہ گاہ تیرا
دیکھتا ہوں اپنے میں دل ہے یہ میرا تیرا

تیری میں تمنا ہوں تیرے ہی سے مطلب ہے
تو ہے آرزو میری میں ہوں مدعا تیرا

عشق میں مٹائے جا مست تو بنائے جا
ساقیا تیرے صدقے جام کر عطا تیرا

ہوں غلام میں تیرا تیرا ہی فدائی ہوں
تیرے ہی سے ہے مطلب کیونکہ ہوں گدا تیرا

دل میں ہے مکیں خود تُو جلوہ گر ہے آنکھوں میں
تجھکو پارہا ہوں میں جلوہ دِکھ رہا تیرا

اپنے بندے کو لِلّٰہ اپنے میں مٹائے جا
کر فنا تو خالدؔ کو تا رہے صدا تیرا

(12)

ہر اک کے رہا تو پیشِ نظر مجھکو بھی نظر آ جا آ جا
پردوں میں نہ چُھپ وہ پردہ در مجھکو بھی نظر آ جا آ جا

میں بندہ ہوں تیرا اور خادمؔ تو مُولا میرا اور مالک
میری عبدیت میں بندہ گرؔ مجھکو بھی نظر آ جا آ جا

تو نُورِارض و سما ہو کر ہوا جلوہ گر ہر ذرے سے
تُو صورتِ آدم حُسنِ بشر مجھکو بھی نظر آ جا آ جا

ہوں روزِ ازل سے فدائی تیرا' اور باقی رہونگا قیامت تک
اس عالم میں ہی جلوہ گر مجھکو بھی نظر آ جا آ جا

دل دیکھے تجھے بیدل ہوکرؔ کیا حال ہوا میرا ابتر
اے حُسنِ حسیں اے رشکِ قمر مجھکو بھی نظر آ جا آ جا

اے فخرِ ملک اے جانِ جہاں اے زینتِ اکوان[1] نازِ بتاں
خالدؔ ہوں میں تیرا ساجدِ درؔ مجھکو بھی نظر آ جا آ جا

[1] کائینات (دو جہاں)

(13)

کیا تھا میں نے گِلہ ان کی بے وفائی کا کہا کہ شکوہ کرو آہِ نارسائی کا
حرم سے شیخ جی میخانے کو چلے دیکھو تھا جن کو دعویٰ بہت اپنی پارسائی کا
یہ جانتے تھے کہ مرنے کے بعد ہوگا وصال لحد میں بڑھ گیا حد سے ستم جدائی کا
میں جان دیا ہوں ان پر وہ رہتے ہیں انجان الٰہی بھید نہیں کُھلتا کج ادائی[1] کا
تڑپ تڑپ کے کیا یار کو عبث[2] بدنام مٹایا نام ارے دل تُو آشنائی کا
کسی سے ملتے نہیں آئینہ ہے بس آگے ہوا ہے سودا[3] انہیں اپنی خود نمائی کا
تیرا جو در ہے صنم سجدہ گاہِ عالم ہے یہیں ہے لطف تو کچھ اپنی جبہ سائی[4] کا

زبان کاٹ ہی ڈالوں گا دیکھنا خالدؔ
جو نکلے منہ سے گِلا اُن کی بے وفائی کا

[1] بے رُخی [2] بے وجہ [3] جنون (دیوانہ پن) [4] ماتھا ٹیکنا (سر جھکانا)

(14)

ہر ایک میں جلوہ ہے اے نُورِ مبین[1] تیرا
ہر شئے میں تماشہ ہے ائے سرورِ دیں تیرا
ساغر میں تیری رنگت پھولوں میں تیری بُو ہے
شیدا ہے ہر اک عالم اے طیبہ نشین تیرا
اُٹھ جاتی ہے جب غفلت مٹ جاتی ہے جب کثرت[2]
جلوہ نظر آتا ہے شہ رگ سے قریں تیرا
بس دیکھ لیا تجھکو پہچان لیا تجھکو
کیا خوب تماشہ[3] ہے اے پردہ نشیں تیرا
جلوے تیری وحدت کے آتے ہیں نظر دل میں
دل کعبۂ اکبر ہے اور عرشِ بریں تیرا
جلوہ تیرا آنکھوں میں اور یاد تیری دل میں
سر میں میرے سودا[4] ہے محبوبِ میں تیرا

۱ نورروشن (رسولِ کریمؐ) ۲ دوئی ۳ جلوہ ۴ عشق دیوانگی

15

تاثیرِ عشق نے تیری دیوانہ کردیا شمع جمال نے تیری پروانہ کردیا
ساقی کے عشق نے مجھے دیوانہ کردیا ایمان نذرِ شیشہ و پیمانہ کردیا
مومن کے دل میں غیرِ خدا کیا غضب ہے یہ کعبہ کو تو نے کس لئے بتخانہ کردیا
اپنے ہی اپنے مجھکو نظر آرہے ہیں سب ساقی نے میری دید کو مستانہ کردیا
اس ذوقِ مئے پرستیِ خالدؔ کو دیکھئے مذہب کو وقفِ شیشہ و پیمانہ کردیا

قالِ[1] صحیح وجودیؒ کا لیا ہے رنگ یہ
خالدؔ کو محوِ جلوۂ جانانہ کردیا

[1] قول

16

یہ دل ہے کسی کا جگر ہے کسی کا ۔۔۔ ہے پہلو میں میرے مگر ہے کسی کا
اُسی کے تصور میں پا رہا ہوں میں ۔۔۔ تخیل جو آٹھوں پہر ہے کسی کا
کسی کی تجلی گری برق بن کر ۔۔۔ جَلا دی نشیمن[1] جو گھر ہے کسی کا
ہوا جذب[2] اُس میں تو پایا نہ خود کو ۔۔۔ عجب حیرت افزا سحر ہے کسی کا
نہیں ایں و آں[3] کی جگہ اس میں باقی ۔۔۔ میرے دل میں اب تو گزر ہے کسی کا
فراق[4] اس کا اب جاں بلب کر دیا ہے ۔۔۔ تڑپتا نہیں ہوں اثر ہے کسی کا
میری آہ نے کر دیا اک تلاطم ۔۔۔ ہوئے ہیں وہ مضطر اثر ہے کسی کا
تیری مست آنکھوں نے مسحور[5] کر دی ۔۔۔ ہوں مدہوش جادو نظر ہے کسی کا

پڑا رہنے دے اپنے خالدؔ کو در پر
یہ دل اُس کا اب رہ گزر ہے کسی کا

[1] گھونسلہ (گھر) [2] فنا (محو) [3] اوروں (غیر) [4] جدائی (دوری) [5] جادو

(17)

عشق کا راز جو تھا حُسن میں تاباں نکلا
چھپکے ہر ایک میں وہ مہرِ درخشاں نکلا

منعکس آیئنہ دل میں جو تھا شخص مدام
صورتِ عالِمِ امکاں میں نمایاں نکلا

قیدیٔ عشقِ زلیخا جو تھا بکنے کے لئے
سرِ بازارِ مصر یوسفِ کنعاں نکلا

نشۂ حق میں وہ خود جامِ اَلست پی کر
کہہ کے وہ قَــــالُــــوْ بَلا ایک ہی انساں نکلا

کیفیت مجلس یارانِ[1] حقیقت[2] کی نہ پوچھ
میکدہ[3] سے تو ہر اک رِند[4] خرماں[5] نکلا

ہے فنا میں ہی بقا اور بقا دائم ہے
اس قیامِ ابدی میں وہ تو پنہاں نکلا

ذات میں جذب[6] جو ہو حق ہی رہیگا خالدؔ
اُس کا انداز ہی ہرٔ ناز بہ داماں نکلا

[1] عشاق [2] عرفا (عارف) [3] مجلسِ یارانِ حقیقت [4] ہر عاشق [5] جھومتا
[6] فنا

(18)

آپکے عشق میں دل مائل خنجر نکلا آپ کا تیر نگاہ کا لیئے نشتر نکلا
جوش پر آ گئی رحمت جو ندامت دیکھی معصیت میں میرا ڈوبا ہوا جب سر نکلا
بارِ عصیاں پہ نظر پڑتے ہی حق بخش دیا حشر میں اُسکا جو بندہ بھی نگوں سر نکلا
بن گئے، چشمِ کرم اُنکی پڑی حال پہ جب خستہ حالی سے جو کوچہ میں تڑپکر نکلا
دل میرا ٹکڑے ہوا دیکھکر جلوہ اُس کا جب شفاعت کیلئے شافع محشر نکلا
بزمِ کونین[1] میں جب آیا قدم[2] سے مولا ذرہ ذرہ بھی تو خورشید چمک کر نکلا
اُس کا اِظہار جو در پردہ[3] ہے کیونکر ہو بیاں جبکہ وہ آپ ہی خود اپنے میں چھپ کر نکلا
اُس کی اُلفت تھی میرے دلمیں نہاں ہر لحظہ اُسکا سودازدۂ[4] عشق میرا سر نکلا

رازدارِ[5] احد و احمدِ بے میم ہوکر
خالدِؔ عاصی[6] تیرا بندۂ بے زر[7] نکلا

[1] عالم شہادت [2] علمِ الٰہی (گنجِ مخفی) [3] پردے میں (حجاب بندگی میں)
[4] دیوانگی عشق سے بھرا ہوا [5] شناسا (عارفِ) [6] کم تر [7] بے سروساماں

(19)

میری آنکھوں میں وہ مکیں نکلا | دیکھا شہ رگ سے بھی قریں نکلا
کیوں آگ نکل رہی ہے منہ سے میرے | جب دھواں سینے سے نہیں نکلا
دل تھا ایک اُس میں آرزو تھی ایک | دل کو چیرا تو کچھ نہیں نکلا
اُسکی مستی بھری نگاہوں کا | ایک کشتہ[1] ہی میں نہیں نکلا
اُس کا ارمان دل میں رہ رہ کر | خونِ دل پی کے سرگیں[2] نکلا
نظرِ جستجو ہوئی بیکار | دیکھا دل میں وہ دل نشیں نکلا
ایک سر اور ہزار سودے تھے | اُس کا سودا ہی نقدِ دیں نکلا
میری موت و حیات کا سودا | ہاتھ بیع اُس کے ہو کہیں نکلا
آنکھوں آنکھوں میں مست کر ڈالا | یہ خُمار اُسکا آب گیں نکلا
میں تھا مرنے کے واسطے تیار | زندہ رہ کر وہ آتشیں[3] نکلا

میرے بیکس نواز خواجہ کا
منشا یہ خالدؔ حزیں نکلا

[1] شکار (محبوب) [2] داغ دار [3] آگ بگولا

20

بزم سے جب انجمنِ آرا نکلا دیکھنے اپنا تماشہ نکلا
گنجِ مخفی سے بزمِ جلوت میں جو تھا پنہاں وہ ظاہرہ نکلا
کیوں نہ ہو ناز سجدہ ریزی پر سجدہ گاہ نقشِ پا نکلا
طُور پر ہی نہیں ہے کچھ موقوف جلوہ گر ہوکے جا بجا نکلا
جو تھا پردے میں جب نہیں آیا کون پھر بیرونِ پردہ آ نکلا
سیر کی میں نے جملہ عالم کی دیکھا بے نقشہ[1] کا نقشہ[2] نکلا

پردہ غفلت کا اُٹھتے ہی خالدؔ
یہ سراپا[3] میرا اُس کا نکلا

۱ لاتعین (لامکاں) ۲ تعین (مکاں) ۳ تقید (تشخص)

21

کیا تلاش ہر اک جا کہیں پتہ نہ ملا
بجز مدینہ کے خالدؔ مجھے خدا[1] نہ ملا

بہت کی جستجو دیر و حرم میں دلبر کی
سوائے دل کے کہیں بھی وہ آشنا نہ ملا

تمہارے ہجر میں ہو درد دِل میرا افزوں
چکھی ہیں لذتیں ایسی کوئی مزا نہ ملا

میں دیکھا جملہ حسینوں کو بے وفا سب ہیں
جہاں میں کوئی محمدؐ سا با وفا نہ ملا

سما گیا وہ میرے جسم و جاں میں کچھ ایسا
میں ڈھونڈا خود میں خودی کا کہیں پتہ نہ ملا

پئے جفا[2] ستم ایجاد کو بجز میرے
ملا تو میں ہی ملا کوئی دوسرا نہ ملا

لگا کے دل میں کیا انتخاب لاکھوں میں
کوئی حسیں جہاں میں تو آپ س نہ ملا

مصیبتیں میری جتنی ہیں دُور کرنے کو
علیؓ سا شیرِ خدا کوئی دوسرا نہ ملا

بروزِ حشر پئے عفو رحمتِ حق کو
سوائے خالدِ عاصی کے دوسرا نہ ملا

[1] آقا و مولا [2] جفا کے لئے (آزمانے کیلئے)

(22)

نہ یوں مجھ کو ٹالا کیا کیجئے گا
مری عرض بھی کچھ سنا کیجئے گا

جو ہم تم سے مانگیں دیا کیجئے گا
ہماری نہ رَد التجا کیجئے گا

کیا تم کو خالق مسیحائے عالم
میرے دردِ دل کی دوا کیجئے گا

جو چاہو کرو میرے مختار ہو تم
برا کیجئے یا بھلا کیجئے گا

نہ میری نہ غیروں کی باتیں سنو تم
جو کچھ دل میں آئے کیا کیجئے گا

بٹھا کر مجھے اپنے پہلو میں دل کو
کبھی تو تسلی دیا کیجئے گا

مجھے عیش و راحت و آرام دے کر
بس اب درد و غم سے رہا کیجئے گا

خدا کیلئے حالِ خستہ پہ میرے
کرم کیجئے گا دَیا کیجئے گا

نہ چھوڑیں گے عشاق در کو تمہارے
ستم کیجئے یا جفا کیجئے گا

مجھے اپنی عینیت [1] میں مٹا کر
میری غیریت [2] کو فنا کیجئے گا

کرو قتل [3] خالدؔ کو مقتل [4] میں آکر
محبت کا حق یوں ادا کیجئے گا

[1] چاہت (یگانگی، ربط، تعلق) [2] غفلت (بیگانگی، دُوری، دوئی) [3] مٹادو [4] دلِ پُرسوز

(23)

وہ آنکھوں سے پلائیں مئےۓ[1] تو پیمانوں کا کیا ہوگا
رہے ساغر نہ گردش میں تو میخانوں کا کیا ہوگا
جو فرزانے[2] رہے باقی تو دیوانے کی گزرے گی
جو دنیا ہی بہک جائے تو دیوانوں کا کیا ہوگا
چراغِ زندگی سے روشنی حاصل ہے عالم کو
شمع جل جل کے بجھ جائے تو پروانوں کا کیا ہوگا
اگرچہ خُم پہ خُم پی کر بھی رنداں ہوش بر دم ہوں
نہ ہو لغزش جو پاؤں کو تو مستانوں کیا ہوگا
کسی کی آرزو کیونکر ہو جبکہ دل نہیں اپنا
فنا ہوجائیں گے جب ہم تو ارمانوں کا کیا ہوگا
نکل کرآئے خلوت[3] سے وہ خود جب بزمِ جلوت[4] میں
جہاں میں جلوہ گر ہوں وہ تو دربانوں[5] کا کیا ہوگا
خدا کا گھر بنا کعبہ نگوں سر ہوگئے سب بت
رہیں باقی نہ جب بت ہی تو بتخانوں کا کیا ہوگا
بُتِ کافر[6] ادا خالدؔ سراپا مستِ ناز آ کر
بنایا میکدہ مرکز صنم خانوں[7] کا کیا ہوگا

[1] شراب معرفت (مئے وحدت) [2] اہلِ خرد (عقل والے [3] وحدت [4] کثرت
[5] موجودات (حجابات) [6] یار (محبوب) [7] دیروحرم

24

ہوتے ہوتے میرے نالوں کا اثر ہوجائگا
رفتہ رفتہ مہربان وہ ستمگر ہوجائیگا

پُر اثر نالہ کوئی مرا اگر ہوجائے گا
تم کو بھی میری طرح دردِ جگر ہوجائگا

جلوہ فرما یار کوٹھے پر اگر ہوجائگا
منفعل [1] خورشید شرمندہ قمر ہوجائگا

یاد آئے گی تمہیں میری وفا پچھتاؤگے
باغِ عالم سے میرا جس دم سفر ہوجائگا

کردیا دنیا سے گمنام اس قدر میٹا مجھے
تو بھی بے نام و نشاں اے بے خبر ہوجائگا

رات وعدہ کی بھی ہے آئے اگر وہ ماہرو [2]
گھر کا میرے ذرہ ذرہ بھی قمر ہوجائگا

یکساں رہتی نہیں حالت زمانہ کی کبھی
غم نہ کھا یہ وقت بھی تیرا بسر ہوجائگا

[1] خجل (شرمندہ) [2] چاندسی صورت والے (محبوب)

آرزو بر آئے گی اے دل نہ گھبرا عشق میں
ایک دن نخلِ [1] تمنا بارور [2] ہوجائگا

کیا ہوا مجھکو کیا تونے اگر پیوندِ خاک
تو بھی بچنے کا نہیں زیر و زبر ہوجائگا

چھوڑ خود بینی کو کر خُلق و مروت اختیار
پھر تو تُو عالم میں منظورِ نظر ہوجائگا

آپ کی نظرِ عنایت مجھ پہ ہوجائے تو بس
پھر مرا نخلِ تمنا بارور ہوجائگا

یا حبیب اللہ پریشاں ہے غلامِ کمترین
اب یقیں ہے ایک دن زیر و زبرہوجائگا

جاگ اُٹھے گا خالدؔ ایک دن طالعِ خفتہ[3] ضرور
مہرباں جب بادشاہِ بحر و بر ہوجائگا

[1] درخت تمنا (بڑی آرزو) [2] ثمرآور [3] بدبختی (بدنصیبی)

25

ہے حُسن و عشق کے دریا میں غوطہ زن جمال اپنا
میں خود ہوں لا پتہ کیا جانے کوئی کیا ہے حال اپنا

عجب انداز سے وہ چھاگئے ہیں میری ہستی پر
کبھی بھولے سے بھی آتا نہیں مجھکو خیال اپنا

نہیں پابند ہوں قیدِ خودی کا ایسا بیخود ہوں
سمجھ میں آئیگا کیونکر کسی کے جو ہے حال اپنا

دلِ پُر درد میں پوشیدہ رہتی ہے جو نیرنگی
ہوا ہے اشک سے ظاہر یہ حُسنِ بے مثال اپنا

شب و روز جسطرح بھی زندگی اپنی گزرتی ہے
نہیں احساس کچھ بھی کیا خوشی ہے کیا ملال اپنا

اُبھر کر بھی مٹا جاتا ہوں مثلِ موجِ دریا خود
نہیں معلوم کیا ہوجائگا آخر مآل[1] اپنا

یہ حالِ زارِ خالدؔ دیکھ کر رحم آگیا اُن کو
خدا کے فضل سے خود بن گئی صورت سوال اپنا

[1] انجام

26

مجنوں کے تو دل میں تھا خود عشق نہاں اپنا
لیلیٰ کی اداوں میں تھا نازِ بُتاں اپنا
اُلفت جو ہوئی تجھ میں اور مجھ میں مقدر تھی
کرنا نہ کہیں ظاہر یہ رازِ نہاں اپنا
وہ ساتھ ہمارے ہے شہ رگ سے قریں تر ہے
قرآن ہے خود شاہد جو کچھ ہے بیاں اپنا
جب رنج و الم راحت ہے اُس کے ہی قدرت میں
معلوم ہوا ہم کو سب سود و زیاں اپنا
کونین کے گوشوں میں اغیار کے پردوں میں
جب یار کو ہم ڈھونڈے پائے ہیں نشاں اپنا
بیکار کیا اُسکی کی جستجو عالم میں
آغوش میں اپنے تھا وہ جانِ جہاں اپنا
جب دُور ہوئی غفلت دیکھے تو یہ ہم دیکھے
ہر ایک میں جلوہ تھا لاریب و گماں اپنا
موسیٰ جو ہوئے بیخود وہ کس کی تجلی تھی
وہ طُور پہ جب دیکھے تھا نور عیاں اپنا

کیا دیکھی زلیخا تھی کیوں ہوگئی سودائی
یوسف کے تو پردے میں تھا حُسنِ نہاں اپنا
تائیدِ خدا دیکھو وہ آگئے پہلو میں
اُمید نہ تھی اُن سے اور تھا نہ گماں اپنا
یہ بندہ نوازی ہے دیکھو تو سرِ محشر
وہ پوچھتے ہیں سب سے خالدؔ ہے کہاں اپنا

(27)

اس بُتِ کافر[1] کو دل میں نے دیا اچھا ہوا
بے ٹھکانہ تھا ٹھکانے سے لگا اچھا ہوا

تجھکو تھا مشکل خدا' جز احمد کے ظہور
ہوگیا اُن سے عیاں جلوہ تیرا اچھا ہوا

دیکھ کر جلوہ تیرا بن جاتا سرمہ مثلِ طُور
محوِ حیرت بن گیا' آئینہ سا اچھا ہوا

وار سے سرکٹ کے قدموں پر گراصد شکر ہے
سجدہ تیرا ہوگیا مجھ سے ادا اچھا ہوا

مرتے مرتے بچ گیا بس اُس کا جلوہ دیکھ کر
یار جو بالیں[2] پہ میری آگیا اچھا ہوا

اس کو کہتے ہیں مقدر ایسا ہوتا ہے نصیب
خالدؔ مضطر تیرا بندہ ہوا اچھا ہوا

[1] بے وفا محبوب [2] بسترِ (Bed) مرگ

(28)

کسی سے عشق تھا مجھکو کسی کا میں دیوانہ تھا
مزے سے دن گزرتے تھے بہت اچھا زمانہ تھا

نہ تھا پھر کوئی بیگانہ ہر اک سے میں یگانہ تھا
تخیل میں تصور میں تمہارا جب ٹھکانہ تھا

میرے دل میں چھپا ہے وہ جو عالم آشکارا ہے
سمجھ سکتا نہیں کوئی کہاں اسکا ٹھکانہ تھا

حجاباتِ تعین اُٹھ گئے تھے میری نظروں سے
ہمیشہ غرقِ ہستی تھا نہ آنا تھا نہ جانا تھا

یہ مئے نوشی کبھی منت کش[1] ساغر[2] نہیں ہوتی
پلانا جامِ وحدت تھا تو آنکھوں سے پلانا تھا

اُنہیں منظور تھا تکمیل کرنا اپنے منشاء کا
ہماری لب کشائی[3] کا بظاہر اک بہانہ تھا

تمہارا ہی کرم تھا جو رہا ثابت قدم خالدؔ
اگر دیکھیں تو قیامت سے نہیں کم آزمانہ تھا

[1] محتاجِ [2] پیالہ [3] کہلوانے (بات)

29

میں مکینِ ذاتِ حق تھا لامکاں کاشانہ تھا
آپ اپنے ہی میں میرا جلوۂ جانانہ تھا

میں ہی میں تھا قیدِ اسم و رسم کا جھگڑا نہ تھا
ملت و مذہب نہ تھا بتخانہ و کعبہ نہ تھا

کیا غرض تھی کیسے آتا اس کثیف آباد میں
کاروبارِ حضرتِ آدم میں آب و دانہ تھا

تھا خدا ساقی مئے بے کیف پُر تھی جام میں
سب ملک صحبت میں تھے عرشِ بریں میخانہ تھا

شوقِ جنت خوفِ دوزخ کفر و دیں کچھ نہ تھا
تھا وہی جو ہے مگر مولا نہ تھا بندہ نہ تھا

ذلتِ قیدِ تعین سے ہمیشہ پاک تھے
واقعیت میں طریقِ شمس دیں مردانہ تھا

دیکھ کر اب مجھکو خالدؔ کہتے ہیں صورت پرست
ہائے دیوانہ ہوا یہ بھی کہ جو فرزانہ تھا

30

رضوان[1] کا باغ اک میرا آرامگاہ تھا   جلوہ نگار کا میرے پیشِ نگاہ تھا
غیروں کا وہم تھا نہ کوئی اشتباہ تھا   شاہد شہودِ ذات تھا اپنا گواہ تھا
حاصل وصال[2] یار کا شام و پگاہ تھا   نالوں کا رنج تھا نہ غمِ آہ آہ تھا
ظاہر ہوا ظہور تو پیدا ہوئی دوئی   میں ورنہ خود خدا تھا رسالت پناہ تھا
شوقِ وصالِ یار نہ فکرِ فراقِ یار   اچھا تھا اپنا حال نہ حالِ تباہ تھا
تعلیم چِفتی[3] تھی نہ درسِ خصوص تھا   تھی فکرِ مدرسہ نہ غمِ خانقاہ تھا

نامِ ونشاں سے پاک تھا وہم وگماں سے دُور
خالد نہ میں فقیر نہ میں بادشاہ تھا

[1] داروغہ جنت [2] رویت [3] ضرورت

31

نہ عمل اچھے ہیں میرے نہ کوئی کام اچھا
فضل ہوجائے تو ہوجائے میرا نام اچھا

قولِ لَا تَقْنَطُوا[1]، ایمان میں داخل ہے میرے
ہے یقیں مجھکو کہ ہوگا میرا انجام اچھا

تیری اک ادنیٰ توجہ جو ہو اس عاصی پر
نفسِ سرکش ابھی ہوجائے میرا رام[1] اچھا

سر میں سودا[3] تیرا ہر وقت رہے بہتر ہے
فکر کرتا رہوں تیرا میں صبح و شام اچھا

تو جو انجان ہے منشا تیرا جو ہے سمجھا
خالدِؔ زار رہے کیا یوں ہی بدنام اچھا

[1] مایوس نہ ہو (آیت) [2] عاجز [3] جنون

(32)

اک تو ہے کہ ہمیشہ سے آزار رہا اک میں ہوں کہ سدا غم میں گرفتار رہا
لاکھ تکلیف اُٹھایا نہ کہا اُف منہ سے صبر سے تیری رضا کا میں طلبگار رہا
جام کچھ ایسا پلایا میرے ساقی نے مجھے حشر تک مست رہا بیخود و سرشار[1] رہا
تو نہیں پوچھا کبھی حالتِ فرقت میری گو صنم حال سے میرے تو خبردار رہا
تیری خاطر سے سہے اتنے تکالیف کہ اب رنج و غم کا نہ بیاں قابلِ اظہار رہا
نعمتِ دید سے معمور رہا میں ہر دم دین و دنیا میں نہ میں طالبِ دیدار رہا
کون ہے تیرے سوا میرا مدد کر خواجہ غم میں ہر وقت میرے تو ہی تو غمخوار رہا
سوزشِ دردِ دُروں[2] سے ہوا مضطر[3] ایسا جان بیزار رہی تُو بھی جو بیزار رہا
جو ستم مجھ پہ کیا صبر سے برداشت کیا میں رضا کا تیری ہر وقت طلبگار رہا

آخری وقت ہے خالدؔ کو ذرا آ کے تو دیکھ
زندگی بھر گو میری شکل سے بیزار رہا

[1] نشے میں چُور [2] جلنِ دردِ دل [3] بےقرار

(33)

فلک بھی چکرایا رُوئے روشن کو جب بے نقاب دیکھا
عجیب یہ انقلاب دیکھا زمیں پر آفتاب دیکھا

ہوں سونگھ کر جسکو مست آہو[1] معطر ایسے ہیں تیرے گیسو
نہیں یہ مشکِ ختن میں خوشبو نہ ایسا عطرِ گلاب دیکھا

کسی سے ملتی جو تیری صورت بڑھاتے ہم اُس سے اپنی اُلفت
رہے پریشاں ہم ایک مدت کہیں نہ تیرا جواب دیکھا

جلائیگی اور کیا جہنم کہ جیتے جی ناجی[2] ہوگئے ہم
لگی جو سینہ میں آتشِ غم تو دل کو مثلِ کباب دیکھا

رکھو نہ آئینہ تم مقابل کہ ہوئیگا وہ بھی تم پہ مائل[3]
زمانہ ایک حسن کا ہے قائل، عجب تمہارا شباب دیکھا

ہیں ایسی کچھ پُرخمار آنکھیں، وہ جھومے جس سے ہوں چار آنکھیں
نثار جس پر ہزار آنکھیں ہزار میں انتخاب دیکھا

اگر آنا ہے تو جلد آؤ زیادہ باتیں نہ اب بناؤ
نہیں تو گھر غیر ہی کے جاؤ، سب آزما کر جناب دیکھا

نہ کیوں فدا ہوں سخن پہ حاسد، کہ جاں نثار[4] آپکے ہیں والد
ہزاروں لاکھوں میں ہم نے خالدؔ، کلام سب لاجواب دیکھا

[1] آمیز [2] نجات پاگئے (جنتی) [3] گرویدہ [4] اسمِ والدِ حضرت خالدؔ

34

میں دیکھا جدھر تو نظر مجھکو آیا　　تو ہر شئے میں ہر سو نظر مجھکو آیا
من و تو کا جھگڑا مٹایا جو دل سے　　ہر اک شئے میں بس ھُو[1] نظر مجھکو آیا
کیا غور جب میں نے ہستی پہ اپنی　　خدا کی قسم تو نظر مجھکو آیا
جو دیکھا اُسے ہوگیا خود سے باہر　　مرا دل بے قابو نظر مجھکو آیا
اُٹھے جب نظر سے حجاباتِ غفلت　　مرے یار بس تو نظر مجھکو آیا
تُو بُلبل تُو بُستاں تُو خارِ بیاباں　　تُو گُل اور خوشبو نظر مجھکو آیا

کہوں کیا کہ دل سے مٹی غیریت[2] جب
یہ خالدؔ میں حق تو نظر مجھکو آیا

[1] وہی ایک　[2] دوئی

35

رُوئے روشن نورِ انور ماہِ[1] تاباں کردیا
سوزِ پنہاں دیکھے وہ مہرِ[2] درخشاں کردیا

ناز تھا مجھکو بھی اپنی نا مُرادی پر مگر
اک مرادِ زندگی نے تو پریشاں کردیا

چشمِ حیرت محوِ نظارہ ہی ہوکر رہ گئی
یار نے جب اپنا ہی خود جلوہ افشاں[3] کردیا

عشق میں وارفتگی ہے حُسن سے وابستگی
انجذابِ عشق نے خود حُسن عُریاں[4] کردیا

اک نگاہِ یار نے مسحور[5] کردی کس قدر
زُلف میں اُلجھا کے میرا چاک دامن کردیا

یہ کرم ہے اُنکا خالدؔ پُر معاصی کے ہی خود
اپنے فضل و رحم سے ہی عفوِ عصیاں کردیا

۱ چاند (قمر) ۲ آفتاب (سورج) ۳ ظاہر ۴ بےنقاب ۵ جادو زدہ (دیوانہ)

36

جلوہ دکھا کے اپنا دیوانہ بنادیا ہراک حجاب آنکھوں سے میری اُٹھادیا
اُس یار کی عنایتِ بے پایاں دیکھئے ٹھوکر لگا کے مجھکو ٹھکانے لگادیا
بیکار اُس کی کرتا رہا عمر بھر تلاش وہ مل گئے جب اپنی خودی کو مٹا دیا
صد شکر ہے کہ تم میرے حصے میں آگئے احسان کیا جو میرا نصیبہ جگادیا
دل لیکے میرا ہوگئے انجان کیا کروں اِس ناز نے تو درد مجھے لا دوا دیا
جو راز تھا وہ راز ہی ہے راز میں رہا پھر سرِ گنجِ مخفی سے کیا کیابنادیا
چشمِ کرم جب اُنکی پڑی حالِ زار پر اک پَل میں میرا بگڑا مقدر بنادیا
احسان یہ ہے تمہارا جو تم میرے بن گئے فضلِ خدا نے مجھکو تمہارا بنادیا

خالدؔ کو ہے سرور ہمیشہ سے درد میں
لذت نے اُسکی دل سے الم[1] کو مٹادیا

[1] غم

(37)

یار نے بے پردہ جب رُوئے درخشاں[1] کردیا
ہم نے قربان اپنا دین و ایماں کردیا

حُسنِ یوسف پر زلیخا کو نہایت ناز تھا
رُخ دکھا کر اُسنے یوسف کو پشیماں کردیا

چاند دو ٹکڑے کیئے خورشید کو لوٹادیا
صدقہ اس اعجاز کے عالم کو حیراں کردیا

بڑھتے بڑھتے داغ ہائے ہجر اتنے بڑھ گئے
دل جگر سینہ مرا رشکِ گلستاں کردیا

اللہ اللہ تیغ انداز و نگاہِ ناز نے
دیکھتے ہی دیکھتے گنجِ شہیداں کردیا

دل کو میرے مضطرب کرکے وہ دردِ عشق سے
میری بیتابی کا اچھا ساز و ساماں کردیا

کیف، بے کیفی کا مجھ سے کسطرح اظہار ہو
زلفِ پیچیدہ میں ایسا دل کو پیچاں کردیا

کسطرح اُسکا کوئی عالم میں ہوسکتا جواب
شانِ یکتائی سے جسکو تو نمایاں کردیا

اُس بُتِ کافر[2] کی نظرِ بے نیازی کیا کہوں
چشمِ خالدؔ کو جو نیرنگی[3] سے حیراں کردیا

[1] چہرۂ زیبا [2] محبوب [3] جادو اثر

38

اچھا ہوا تھا پہلے جو آزاد کردیا
پھر بند کیوں قفس میں تو صیاد کردیا

تیرے فضل نے عاشقِ حرماں[1] نصیب کی
پوری مراد کرکے اُسے شاد کردیا

جب ضبط مجھ سے ہو نہ سکا ہجرِ یار میں
بے چین ہوکے نالہ و فریاد کردیا

دامن کو میرے فقر[2] کی نعمت سے بھر دیا
قیدِ[3] غنا سے دنیا کی آزاد کردیا

دیکھا جو رُوئے یار خودی دُور ہوگئی
قیدِ دوئی سے مجھکو وہ آزاد کردیا

اچھا ہوا کہ خالدؔ اُلفت پرست کو
دونوں جہاں سے آپ نے آزاد کردیا

۱ مایوس ۲ بے سروسامانی (توکل) ۳ حاجتِ دولت

39

احساسِ دوجہاں سے بے گانہ کردیا
اچھا کیا جو آپ نے دیوانہ کردیا

ذرہ کو رشکِ مہرِ درخشاں بنادیا
تیرے کرم نے کیا سے مجھے کیا نہ کردیا

ادراک[1] وعقل کو بھی رسائی نہ ہوسکی
کچھ ایسی مئے پلائی کہ مستانہ کردیا

سمجھا کہ مجھکو عشقِ حقیقت کی داستان
رازِ حیات کو میرے افسانہ کردیا

آزاد کرکے قیدِ دوئی سے مجھے کوئی
احسان کیا جو بندۂ جانانہ کردیا

دل تھا خدا کا گھر بُتِ کافر[2] کو دیدیا
کعبہ کو خوامخواہ کہ بتخانہ کردیا

اِظہار کرکے کوئی نفئی تقیدات[3]
خالدؔ کو محوِ جلوۂ جانانہ کردیا

[1] احساس (علم) [2] غیرِ خدا [3] غیریت

(40)

جلوۂ حُسن ذوقِ نظر بن گیا جذبۂ عشق معشوقِ بر[1] بن گیا
ذاتِ اطہر سے تخلیقِ عالم کیا بندہ اپنا وہ خود بندہ گر بن گیا
دل کے آئینہ میں عکس تھا یار کا دیکھنے کو بظاہر بشر بن گیا
اُسکی جادو نظر کا ہے کیسا سحر فتنۂ حشر وہ فتنہ گر بن گیا
جام وحدت کے پیتے ہیں ہوش اُڑ گئے تیرا مستانہ آشفتہ[2] سر بن گیا
دیکھنے کو یاں آیا ہے دکھتا ہے خود دیکھنے کے لئے خود نظر بن گیا
رحمتِ حق کی جلوہ گری دیکھ کر ہر گنہگار شرمندہ تر بن گیا
بے حجابانہ وہ سامنے آگئے راز خلوت جو تھا وہ اثر بن گیا
دیکھ کر اُس کو میں محوِ دید ہوگیا اُس کا دیدار خود پردہ در بن گیا
کرتا کیونکر وہ اِنکارِ لَا تَقْنُطُوْ معصیت جب سراپا بشر بن گیا

یہ وجودیؒ کا فضل و کرم دیکھئے
وہ تو خاؔلد ہی خود سراسر بن گیا

[1] محترم [2] پریشان (حیرت زدہ)

41

تو غنی رہ کے مجھے مفلس و نادار کیا
رہ کے مختار مجھے قاصر و ناچار کیا

دل کو میں نظر دیا تیرِ نگاہ کو تیرے
پیشکش جان بھی کی سر بھی سرِ دار کیا

گو گناہگار ہوں قسمت پہ ہوں نازاں اپنی
شکر صد شکر خدا اُمتِ سرکار کیا

اللہ اللہ میری قسمت کہ ہوں بندہ تیرا
تو جو غفار بنا مجھ کو گناہگار کیا

کیا بتاؤں تیرے ساغر کا اثر اے ساقی
مست و بیخود کیا مدہوش و سرشار کیا

کچھ تو دلوادے مجھے اپنے کرم کا صدقہ
ایک مدت سے صدائیں پسِ دیوار کیا

عشق نے تیرے صنم مجھ کو کہیں کا نہ رکھا
مست و بیخود کیا رسوا سرِ بازار کیا

خیر و شر کے تم ہی مختار تم ہی خالق تھے
خالدِؔ زار کو نا حق ہی گنہگار کیا

(42)

دل کے آئینہ میں عکسِ لامکاں[1] دیکھا کیا
چہرۂ دلدار میں سرِ جہاں دیکھا کیا

دیکھنا جس کا تھا مشکل مجھ پہ آساں ہوگیا
ہوکے بیخود اپنے میں رازِ نہاں دیکھا کیا

یار ہی تھا یار وہ خود اغیار کی تصویر میں
مٹ گئی جب غیریت اس کو ہی ہاں دکھا کیا

ہوگیا اس پر دل و جاں سے تصدق ہر گھڑی
رُوئے انور میں نشانِ بے نشاں دیکھا کیا

یہ کرم اُس کا ہے خالدؔ ہوگیا اُس پر فدا
فاش اپنے ہی میں سب کون و مکاں دیکھا کیا

[1] محبوبِ خدا ﷺ

43

اک اشارہ میں میرا بگڑا مقدر بن گیا
ہے کرم اس کا سراپا میں سراسر بن گیا

سر جھکا جب آستاں پر سجدہ ریزی کے لئے
ایک ہی سجدے میں سنگِ در مرا سر بن گیا

وہ چلے آئے میری آنکھوں سے ہوکر دل میں جب
خود مکانِ یار میرا قلبِ مضطر بن گیا

حُسن کی نیرنگیاں[1] ہیں عشق کی بے رنگیاں
خیرہ چشمی بڑھ گئی صباغ[2] رنگ ہر بن گیا

ناز تھا جس کو خود اپنی بے نیازی پر مگر
بے نیاز ہوکر ہر اک سے نازِ دل بر بن گیا

یہ تیرا خالدؔ تیرے دیدار کی خاطر نہ پوچھ
جلوہ گاہِ حُسن یکتا روزِ محشر بن گیا

[1] جادوگری [2] رنگِ حقیقت

44

یوسفِ کنعان جنوں کا بن کے سودا رہ گیا
حُسن بن کے قیدئے عشقِ زلیخا رہ گیا

راز کا اظہار ہی تھا سرِّ یکتائے وجود
فاش ہونے پر بھی افشا بن کے پردہ رہ گیا

اُٹھتے ہی پردہ دوئی کا ہوگئی ہستی عیاں
بنکے خود اُس کا سراپا میں سراپا رہ گیا

عشق کی بیرنگیاں عریاں[1] نظر آنے لگیں
حُسن کے دریا میں جب میں کھاکے غوطہ رہ گیا

نورِ مطلق ہی کا جلوہ بنگیا تھا حُسنِ یار
دونوں عالم بنکے اُس کا رُوئے زیبا رہ گیا

دیکھ کر میں طاقِ ابرو سر بہ سجدہ ہوگیا
رُوئے روشن اُس کا میرا بنکے کعبہ رہ گیا

حُسن کی نیرنگیوں[2] میں عشق خود ہی کر گیا
جبکہ وہ بنکر مشبہ[3] خود مُنزّہ[4] رہ گیا

[1] صاف (Clear) [2] جادوگری [3] پُرکشش [4] آزاد (معصوم)

تھا جمالِ یار میں پوشیدہ کیا جذبِ طلب
عشقِ لیلیٰ میں جو مجنوں بنکے لیلیٰ رہ گیا

چشمِ رحمت کے اثر سے مٹ گئے عصیاں تمام
پھر میرا بگڑ مقدر بن کے اچھا رہ گیا

تیری خاطر مُہرِخاموشی لبوں پر ثبت[1] تھی
جب ہوا گویا سکوتِ عشق چرچا رہ گیا

وہ ہوا دل میں مکیں اور چشمِ خالدؔ محوِ دید
ہٹ گئی دیوانگی پر سر میں سودا[2] رہ گیا

[1] مُہر (Seal) [2] عشق

45

پھر میرا گھر گھر فسانہ ہوگیا　　پھر میرا دشمن زمانہ ہوگیا
بات کرنے کا بہانہ ہوگیا　　بدگماں سارا زمانہ ہوگیا
دل نشیں ہر اک حسیں ہونے لگا　　دل بھی اک آئینہ خانہ ہوگیا
جب چلا لاشہ میرا سوئے لحد　　ابرِ رحمت شامیانہ ہوگیا
منہ دکھانے وہ اگر الٹے نقاب　　دیکھنا کافر زمانہ ہوگیا
دولت و ثروت میری جاتی رہی　　عیش و عشرت کا زمانہ ہو گیا
جب چلا تُو ناز سے ایسا چلا　　نیم جاں سارا زمانہ ہوگیا
کس لئے ہوتی ہے خالدؔ کی تلاش
اُس کو مر کر اک زمانہ ہوگیا

46

اس بتِ کافر[1] کا جب سے دل پہ قبضہ ہوگیا
اس رگِ جاں سے بھی زائد قربِ رشتہ ہوگیا

تھا نہاں آئینۂ دل میں میرے جو عکسِ یار
شخص کی صورت میں وہ آنکھوں کا جلوہ ہوگیا

دل میرا روزِ ازل سے خود ہی رشکِ طُور تھا
برق[2] کے گرنے سے پہلے ہی وہ سُرمہ ہوگیا

آپ کا دریائے وحدت جوش پر جب آ گیا
قطرہ حدِ قید میں بھی رہ کے دریا ہوگیا

وہ جو تھے خاموش تھا دریائے عالَم پر سکوت
اک تلاطم اُنکی گویائی سے پیدا ہوگیا

میری آنکھوں کا تماشہ یار ہی بس یار تھا
خود فراموشی میں میں اُس کا وہ میرا ہوگیا

ہائے کیا جادو تھا نظرِ یار میں کیا کرگیا
مجھ کو دیوانہ بنایا آپ رُسوا ہوگیا

مٹ گئیں میری تمنائیں کہو اچھا ہوا
اب ذرا فرمایئے منشا تو پورا ہوگیا

[1] محبوب (دلبر) [2] تجلی

ناز تھا مجھکو بہت خودارئ دل پر مگر
یار کے کوچہ میں جاکر ہائے یہ کیا ہوگیا

دل کے تکڑے ہوگئے پرزے جگر کے ہوگئے
عشق میں اُس یار کے یہ حال کیسا ہوگیا

آئے تھے کرنے علاجِ دردِ دل ہائے نصیب
خود معالج ہی کے دل میں درد پیدا ہوگیا

میری مایوسی ہی نے مایوس مجھکو کردیا
ورنہ ہوکے رہتا جو ارشاد اُن کا ہوگیا

وہ ہوئے انجان اس کی فکر کب حرماں نصیب
ہجر کا غم زندگی کا اک سہارا ہوگیا

تھے تقید کے جو جھگڑے سبکے سب اب مٹ گئے
ہوگئی ہستی [1] نمایاں محوِ یکتہ ہوگیا

بندگی کر اُسکی جو کہ باعثِ تخلیق ہے
بندہ وہ ہے جو کہ اپنے رب کا بندہ ہوگیا

اُٹھ گیا پردہ دوئی کا مٹ گئی جب غیریت
یہ سراپا میرا خود اُس کا سراپا ہوگیا

چشمِ رحمت آپکی جب میرے عصیاں پر پڑی
پھر میرے ظلمت کدہ میں بھی اُجالا ہوگیا

دل میں صورت بس گئی آنکھوں میں نقشہ جم گیا
سر میں پیدا اُلفتِ جاناں کا سودا ہوگیا

1 حقیقت

جلوۂ جاناں کی رنگ آمیزیاں کیا پوچھنا
جس نے دیکھا ان کو وہ محوِ تماشہ ہوگیا

غیر تو تھا غیر پھر اس کا گلہ شکوہ ہی کیا
یہ تاسف[1] ہے جو تھا اپنا پرایا ہوگیا

آپ کی خاطر سہے اتنے مصائب کیا کہوں
دل جو تھا پہلو میں وہ داغوں کا حالہ ہوگیا

اب میری ناکامیوں کا کچھ بھی مجھکو غم نہیں
یہ سمجھتا ہوں جو تھا منشا تمہارا ہوگیا

جانتا میں کچھ نہیں کیا ہے وضو کیسی نماز
نقشِ پا جب اُن کا دیکھا سر بہ سجدہ ہوگیا

ہائے رے ناکامئ اُلفت نے یہ کیا کردیا
میں ہوا اس کا دیوانہ وہ کسی کا ہوگیا

میری بربادی سے تم کو خوش نہ ہونا چاہیئے
دل میرا اُجڑا ہوا مسکن تمہارا ہوگیا

آپ کی چشمِ کرم بندہ نوازی کیا کہوں
بندۂ ادنیٰ جو تھا مولا ہی مُولا ہوگیا

کیا بتاؤں حالِ دل جب دل نہیں باقی رہا
محوِ دیدِ یار ہو کر خود تماشہ ہوگیا

تابِ فرقت قلبِ مضطر میں نہیں ہے کیا کروں
رات دن وصلِ حقیقی شغل اُس کا ہوگیا

1۔ افسوس

ہجر جب پیدا ہوا تیرا رہا میں بے قرار
جب حضوری ہوگئی تیری سکوں سا ہوگیا

وہ نہاں مجھ میں ہوا ایسا رہا باقی نہ میں
وہ ہوا کچھ ایسا ظاہر خود ہی پیدا ہوگیا

نورِ احمد مصطفےٰ ہر اک کا جلوہ ہوگیا
دونوں عالم میں اُجالہ ہی اُجالہ ہوگیا

سر میں پیدا احمدِ مرسل کا سودا ہوگیا
دل میرا اس چاند سے چہرے پہ شیدا ہوگیا

ہوگیا دل ہوگیا اُس بُت کا شیدا ہوگیا
بے ٹھکانہ جو تھا اب اُس کا ٹھکانہ ہوگیا

لا تعین ہر تعین سے جو پیدا[1] ہوگیا
مرکز ہر دائرہ جو کچھ تھا ہونا ہوگیا

سر فِدا اُن کے قدومِ پاک پر جب کردیا
دل میرا مسکن حبیبِ کبریا کا ہوگیا

حیرتِ دیدارِ جاناں کا بھلا کیا پوچھنا
امتیازِ ہر تقید سے منزہ[2] ہوگیا

تیرے صدقے میں حجاباتِ جہاں جب اُٹھ گئے
دونوں عالم سے نرالا حال میرا ہوگیا

دیر و مسجد سے بھلا عشاق کو کب ہے غرض
اُن کا قبلہ اُن کا کعبہ تیرا کوچہ ہوگیا

[1] نمایاں [2] آزاد

اپنے خواجہ کا تو میں اک بندۂ نا چیز تھا
چشمِ رحمت پڑتے ہی ادنیٰ سے اعلیٰ ہوگیا

آتشِ عشقِ محمدؐ نے لگادی آگ یوں
دل تو کیا سرتاپا خود میں جل کے سُرمہ ہوگیا

میرے خواجہ اپنے اس خادم کو بتلادیجئے
آپ کا منشا میری قسمت کا لکھا ہوگیا

آپ کی ادنیٰ توجہ سے وجودیؒ کیا کہوں
کچھ نہیں معلوم خالدؔ کون تھا کیا ہوگیا

آپ کی چشمِ کرم سے خواجۂ بیکس نواز
خالدِؔ ادنیٰ سگِ در کیا سے وہ کیا ہوگیا

47

جس پہ فضل و کرم ہوگیا راز دارِ حرم ہوگیا
قلب بیت الصنم[1] ہوگیا دل میرا خود حرم ہوگیا
اُن کا جو کچھ ستم ہوگیا مجھ پر احساں کرم ہوگیا
دل بنا مرکزِ کائینات میں جو ہستی میں ضم ہوگیا
عشق کا راز تھا رازِ دل فاش ہو کر ستم ہوگیا
دیکھ کر اُن کا نقشِ کفِ پا سر ہی سجدہ میں خم ہوگیا
چشمِ رحمت کے پڑتے ہی مجھ پر بوجھ عصیاں کا کم ہوگیا
تیرے میکش کا ہر جام ساقی ساغرِ جامِ جم ہوگیا
یاد اُن کی ہمیشہ رہی اُن کا ذکر وِردِ دم ہوگیا
مٹ گیا دل سے احساسِ درد خودبخود درد کم ہوگیا
ضبطِ غم کا صلہ مل گیا دل جو مانوسِ غم ہوگیا
دل جو مشقِ ستم بن گیا مجھ پہ کتنا کرم ہوگیا
ہٹ گیا امتیازِ جہاں یافت[2] میں جب سے صنم ہوگیا
عاشق معشوق اپنا بنا عشق حُسن میں ضم ہوگیا
حق کا محبوب سالارِ کل تاجدارِ حرم ہوگیا
آرزو دل کی دل میں رہی ہر زمانہ ختم ہوگیا

خالدِ زار کی ذات پر
اختتامِ ستم ہوگیا

1 محبوب کا گھر 2 دُھن

(48)

بڑھ گیا حد سے جب دردِ دل — خود بخود درد کم ہوگیا
سجدہ گاہ مرا الآن اُس کا — نقشِ پائے صنم ہوگیا
دیکھ کر اُس کا بابِ حرم — سر ہی سجدہ میں خم ہوگیا
بے نیازی میری بڑھ گئی — ذات میں جب سے ضم ہوگیا
دل بنا اُن کا مشقِ ستم — مجھ پہ کتنا کرم ہوگیا
رہا خاموش اُف بھی نہ نکلا — مجھ پہ کیا کیا ستم ہوگیا
دل دیا اُس کو پھر جان بھی دیدی — پر نہ میرا صنم ہوگیا
پونچھنے سے میرے آنسوؤں کو — تیرا دامن بھی کم ہوگیا
دیکھ کر اُس کا جلوہ ہر ایک میں — میں ہی خود اُس میں ضم ہوگیا
ذاتِ وحدت کی جلوہ گری ہے — سب میں وہ بیش و کم ہوگیا
مخزنِ درکِ[1] گُل بن گیا دل — درد بڑھ بڑھ کے کم ہوگیا
مٹ گیا نقشِ پا کی طرح — سر ہی صرف قدم ہوگیا
تھم گیا تھم گیا دردِ دل — صبر ہمدردِ غم ہوگیا
لذتِ دردِ دل کچھ نہ پوچھ — درد دل کا بھرم ہوگیا
اضطراری بڑھی اس قدر — دل مزارِ الم ہوگیا
مٹ گئی آرزوئے دلی — خونِ حسرت کا غم ہوگیا

خالدِ زار[2] کی ذات پر
اختتامِ ستم ہوگیا

[1] راز (Secret Approach) [2] ناتواں

49

مجھ پہ جو کچھ ستم ہوگیا اُن کا فضل و کرم ہوگیا
ضبطِ غم کا ملا یہ صلہ دل ہی مانوسِ غم ہوگیا
مجھ کو میرا پتہ کچھ نہیں جب سے تیرے میں ضم ہوگیا
مٹ گیا دل سے احساسِ درد خودبخود درد کم ہوگیا
دل بنا مرکزِ دردِ کُل دل سراپائے غم ہوگیا
ہر تخیل تصور تیرا میرا سارا بھرم ہوگیا
ہٹ گیا امتیازِ جہاں یافت میں اُس کی ضم ہوگیا
اُن کو آتے ہوئے دیکھ کر سر ہی سجدہ میں خم ہوگیا

ہے کرم اُن کا خالدؔ پہ اپنے
ہوگیا جو ستم ہوگیا

50

سب کا تو مالک ہے میرے رب لاج تو رکھ لینا میری اب
کوئی نہیں ہے تیرے سوا میرا دستگیری کر میری اب
مضطر و بے چین ہوں ہر دم مدد تو کر مولا میری اب
حالِ زبوں میرا کس سے کہوں کون ہے جز تیرے میرا اب
دن رات میں مبتلائے الم ہوں اس غم سے نجات تو دے مجھے اب
کیا حالتِ خستہ بیاں کروں میں محتاج ہوں تیرے کرم کا میں اب
موقوف نہیں تیری ذات پہ خالدؔ
طالب تیرے فضل و کرم کے ہیں سب

51

دل تیرے عشق میں برباد ہوا اور خراب
کس قدر مضطر و ناشاد ہوا اور خراب

جو بڑھا حد سے وہ برباد ہوا اور خراب
کہ بنا باغ تو شدّاد ہوا اور خراب

فتنۂ حشر سے ظالم تھا، سِوا بچپن میں
نوجواں ہو کے پری زاد ہوا اور خراب

تو یمن چھوڑ کے اے لعلِ یمن[1] کیوں نکلا
مارا مارا پھرا آزاد ہوا اور خراب

کیوں یہ کیا حال ہوا ہند سے پوچھا تو کہا
گہر[2] میرا پھوٹ سے برباد ہوا اور خراب

سچ تو ہے حد سے کسی کو نہ بڑھانا صاحب
منہ لگانے سے پری زاد ہوا اور خراب

ضبط کی تاب نہیں کیجئے اب فکرِ وصال
ورنہ یہ عاشقِ ناشاد ہوا اور خراب

خالدِ زار نہ کر عشق، بتوں سے ہر گز
دیکھ فرہاد سا برباد ہوا اور خراب

[1] آپؒ کے والد کی طرف اشارہ ہے جو یمن سے آئے تھے [2] موتی

52

ہوگئے شرم و حیا سے آب آب — آئینہ میں دیکھ کر اپنا جواب
اے مسیحا ہے بہت حالت خراب — دیکھ لے بیمار کو آکر شتاب[1]
کیوں نہ بلبل لاکھ جان سے ہو نثار — عارض[2] رنگین ہیں مانند گلاب
ایک فتنہ تھا لڑکپن یار کا — اب قیامت لیکے آئے گا شباب
سر اُٹھایا تھا جہاں ڈوبے وہیں — زندگی تھی اپنی مانندِ حباب
جلد لو بہرِ خدا میری خبر — اب نہیں دل کو غمِ دوری کی تاب
گوہرِ دنداں[3] میں ہے جیسی چمک — دُرِمکنون[4] میں نہیں یہ آب و تاب
کوچہ کوچہ میں میری اُڑتی ہے خاک — کیا جنوں میں ہوگئی مٹی خراب
آج وہ یوسف نظر آیا مجھے — کس سے میں پوچھوں میری تعبیرِ خواب
تجھ سے کیا باتیں کرے کوئی حسیں — ہے تیری تصویر تک حاضر جواب
منکشف[5] ہوں اس پہ سب اسرارِ غیب — پی لے گر زاہد تیری جھوٹی شراب
کوئے قاتل میں نہ جا اے دل سنبھل — آئی کیا شامت تیری خانہ خراب
وہ بتِ[6] کافر میرے گھر آگیا — حق نے کیں میری دُعائیں مستجاب

حشر کا خالؔد تجھے کیا خوف ہے
ہیں محمدؐ شافعِ یوم الحساب

۱ فوراً (جلد) ۲ رخسار (Cheek) ۳ دانتوں ۴ موتی سیپی کے ۵ ظاہر ۶ محبوب

53

دل دیا ہے اُسکو جو تھا مجھکو سرتاپا فریب[1]
آگے چل کے دیکھئے مٹتا ہے یا رہتا فریب
جبکہ غفلت ہوتی ہے ہمکو جو اپنے یار[2] سے
دیتا ہے ہر اک تقید[3] ہمکو بس دھوکا فریب[4]
پاکے اپنے آپ کو دنیا میں شرمندہ نہو
کھانے دے جبکہ زمانہ کھاتا ہے اپنا فریب
ہر تعین ہر جگہ ہر وقت بنتا ہے حجاب[5]
ورنہ وہ تھا بے حجاب پھر ہمکو کیوں دیتا فریب
یہ نتیجہ ہے میرے فہمِ غلط کا دُور ہوں
نحن اقرب کہنے پر بھی کس قدر کھایا فریب
دل میں مسکن رکھکے اُسکا پھر فریبِ نظر سے
وائے ناکامئی عشق ہے حُسن کا پردہ فریب
ہرِ تقید میں ہے بس اُسکی حقیقت دیکھ لے
خالدِ عاصی نہ کھا عالم سے تو دھوکا فریب

[1] چالباز [2] خدا [3] تعینؔ بندہ [4] بہکاوا [5] پردہ

54

یہ دل یہ جسم اور یہ جان ہے فدائے دوست[1]
ہے دوست میرے واسطے میں ہوں برائے دوست

کر غور تجھ کو گر ہے خلوص اور ارتباط[2]
کونین میں نہیں ہے کوئی بھی سوائے دوست

جب صوتِ سرمدی[3] کا رکھے گا جو تو خیال
آئیگی تیرے کان میں ہر دم صدائے دوست

آنکھوں کو دید اُسکی ہے دل میں ہے اُسکی یاد
سر ہے فدائے دوست تو جاں مبتلائے دوست

رکھ نامراد اپنے کو ہر اک مرد سے
رہ بس اُسی پر راضی ہے جو رضائے دوست

رکھ یادِ غیر کو نہ دے اس میں کبھی جگہ
خالدؔ ہے قلب تیرا جو دولت سرائے دوست

[1] محبوبِ حق [2] ربط [3] وحدت

55

چشمِ میگوں ہی کا گردش میں رہا پیمانہ آج
بے پئے کے مست ہے ہر ساکن میخانہ آج

غرقِ حیرت کردیا ہر اک کو دیدار میں
یہ بڑا احسان ہے ائے جلوئے جانانا آج

جوشِ مستی سے دو عالم خود لرز کر رہ گئے
لاج رکھ لی تو نے سب کی لغزشِ مستانہ آج

مٹتے ہی غفلت رہا نہ ایں و آں[1] کا امتیاز
ہوگیا نظروں سے اوجھل کعبہ و بتخانہ آج

کس قدر ہے جوشِ الفت شمع پہ گِر گِر کے خود
جل کے اپنا نام باقی رکھ لیا پروانہ آج

خوب ہے وارفتگی کیا خوب ہے وابستگی
مٹ کے باقی رہ گیا جو تھا تیرا دیوانہ آج

زہد و تقویٰ چھوڑ کر اب بن گئے آزاد[2] کیوں
کیا بھلی معلوم ہوتی ہے روشِ رندانہ آج

مل گیا مجھ کو صلہ سمجھونگا ساری زیست[3] کا
گر ادا ہوجائے مجھ سے سجدۂ شکرانہ آج

[1] یہ وہ (اچھابُرا) [2] قلندر [3] عمر (زندگی)

برہمن کو یار کا کلمہ پڑھا کر چھوڑتا
مجھ کو گر دیتا اجازت صاحبِ میخانہ آج

تُو تو لیلیٰ لیلیٰ تھی مجنوں جو لیلیٰ بن گیا
تجھ سے بھی وہ بڑھ گیا تھا جو تیرا دیوانہ آج

آنکھ سے پردہ اُٹھا عالم کا پیمانہ بنی
دل سے غفلت مٹتے ہی دل ہوگیا میخانہ [1] آج

جس کو تو الفقر [2] و فخری سے مفخر کردیا
اُس کے آگے ہیچ ہے یہ مسندِ شاہانہ آج

خُم [3] پہ خُم پینے پہ بھی کرتے ہیں باتیں ہوش کی
بنگئے ہیں آپ تو خالدؔ بڑے فرزانہ [4] آج

[1] وحدت کدہ [2] صفتِ مبارک نبی کریمؐ [3] گھڑا بھر (بے حساب) [4] ہوش مند

(56)

برغزل حضرت بیدمؒ

چشمِ میگوں[1] سے سراپا مست ہے میخانہ آج
کر دیا ہے محوِ حیرت جلوۂ جانانہ آج

اسلئے اپنے سے باہر ہے دلِ دیوانہ آج
لڑکھڑاتا کیوں ہے آخر بزمِ میں پیمانہ آج

یاد آئی کیا کسی کی لغزشِ[2] مستانہ آج

جلوہ گر ہے سب میں خود ہی جلوۂ جانانہ آج
دید میں کھویا ہوا ہے اس کے ہر دیوانہ آج

مست اور مدہوش ہے مستی میں ہر مستانہ آج
اُن کے آتے ہی ہوئی یہ حالتِ میخانہ آج

شیشے پہ شیشہ گرا پیمانے پہ پیمانہ آج

جامِ وحدت پیتے ہی ہو رقصِ کثرت بات سے
ہو معیت اُسکی ایسی وہ نہ چھوٹے ہاتھ سے

ہے کرم ساقی کا واسطہ ہوں جسکی ذات سے
مست ہوجانے پہ بھی ساغر نہ چھوٹے ہاتھ سے

تیرے ہاتھوں لاج ہے ائے لغزشِ مستانہ آج

جان ودل اور سر سے ہوں حاضر رفاقت[3] کیلئے
مضطرب ہے دل میرا جسکی محبت کیلئے

منتخب کرلے اگر وہ دردِ فرقت[4] کیلئے
خونِ دل لختِ جگر حاضر ہے دعوت کیلئے

قلب مضطر کا ہے مہماں جلوۂ جانانہ آج

[1] شرابی آنکھیں [2] لڑکھڑانہ [3] وفاداری، دوستی [4] جدائی کا درد

زخم خندہ زن[2] ہوئے لب پر خموشی چھا گئی شمع[1] رُو کو دیکھ کر بجتا ہے سازِ زندگی
ہوگیا ٹھنڈا کلیجہ بجھ گئی دل کی لگی اُس کی شوخی[3] دیکھ کر بھڑکی تمنائے دل
شمع کے دامن[4] میں لپٹا رہ گیا پروانہ آج

چشمِ حیرت کو ہمیشہ محویت اُس میں رہی اب بصارت کو میری ہردم بصیرت اُس نے دی
اُٹھ گئے بیدم کے نظروں سے حجاباتِ دوئی بجھ گئی ہے اب تو خالد دیدِ حق کی تشنگی[5]
ایک ہے اُسکی نظر میں کعبہ و بتخانہ آج

[1] چہرہ روشن (حسین) [2] منہ چڑائے (پھر گئے) [3] حُسن [4] اِرد گرد (اطراف) [5] پیاس

57

ہوگا سر میں جز تیرے اوروں کا سودا[1] کس طرح
ہوگا اس دل میں خیالِ غیر پیدا کس طرح

ہوگئے انجان حالِ زارِ عاشق جان کر
پھر بر آئے گی مرے دل کی تمنا کس طرح

جس کی نظروں میں تیری صورت بسی ہے جانِ جاں
آئے گا اس کو نظر غیروں کا جلوہ کس طرح

ہوگا تیرے ہی سے بیمارِ محبت کا علاج
ہوگا عیسیٰؑ سے بھلا اس کا مداوا[2] کس طرح

جب تیرے عاشق کو تیری دید ہی سے ہے غرض
ہوگی لذت غیر کی رویت[3] سے پیدا کس طرح

تیرے ہی صدقہ میں سب کچھ سہہ لیا خواجہ پیا
ورنہ یہ سب رنج و غم خالدؔ اُٹھاتا کس طرح

[1] دیوانہ پن (خیال) [2] علاج [3] دید

58

نازِ زیبا ہے تمہیں اپنی وضع داری[1] پر
ہم بھی مرتے ہیں تیری طرزِ جفا کاری[2] پر

کیا ہوا تم جو ہمیں بھول گئے بھول گئے
ہم تو مٹ جائیں گے بس اپنی وفاداری پر

قلبِ مضطر کو میرے کچھ تو دے اب صبر و قرار
رحم کر رحم او عیسیٰ[3] میری بیماری پر

آزمائش مرے آگے تو رقیبوں[4] کی نہ کر
پانی پھر جائے نہ اس تیری وضع داری پر

بن کے دلدار لیا پہلے تو دل خالدؔ کا
اب کمر باندھی ہے کیوں اسکی دل آزاری پر

[1] اپنے طریقہ (Style) [2] ستم رسانی [3] میرے حکیم [4] غیروں (Rival)

59

اپنی شرابِ عشق سے مجھ کو مست بنادے جام پلا کر
کردے تو باہر دونوں جہاں سے ہوش اُڑا دے آنکھ ملا کر

کھو کے خودی کو اپنی میں ہر دم مستِ الست[1] کچھ ایسا ہوں
تم ہی بتاؤ اب میں کروں کیا ہوش میں آکر ہوش میں آکر

پھر وہی جلوہ اپنا دکھا دے پھر میری اُجڑی بستی بسادے
پوشیدہ کیوں ہے میری نظر سے، آگ ہستی میرے دل میں لگا کر

دردِ محبت بخشنے والے اتنا کرم اک اور بھی کرنا
ساتھ میرا تم چھوڑ نہ دینا دیوانہ مجھ کو اپنا بنا کر

نظروں سے میری پردے ہٹا دے بے پردہ اپنا جلوہ دکھا دے
دل سے میرے غفلت کو مٹادے سامنے آجا پردہ ہٹا کر

اسم ہے خالدؔ رسم کا پابند، روح پہ غالب جس کا قالب[2]
جبکہ منزہ[3] ہستی ہے تیری، حد میں رہا کیوں قید میں آکر

[1] روزِ ازل سے (اپنے سے بے خبر) [2] جسم [3] لامحدود (آزاد ذات)

60

فکرِ مَلک[1] سے دُور ہے فہمِ بشر[2] سے دُور
حدِ نظر سے دُور ہے قیدِ بصر سے دُور

کعبہ میں ہے مقیم نہ ساکن ہے دیر میں
دل کے قریب ہے نہ کسی کے جگر سے دُور

کیا پوچھنا کہ تیرے ہزاروں ہی نام ہیں
پھر بھی ہر ایک اسم تیرا ہر اثر سے دُور

سمجھو تو ہے قریب وگرنہ ہے دُور تُو
دیکھو تو ہے نظر میں نہ اپنی نظر سے دُور

ڈھونڈے کہاں کوئی کہ ملے تو اُسے کبھی
گھر کے رہا قریب کسی دم نہ گھر سے دُور

ہر اک بلند و پست میں دیکھا ہے غور سے
اونچی نظر سے دُور ہے نیچی نظر سے دُور

ہے عشق تیرا دُور فراق و وصال سے
نزدیک شامِ وصل نہ ہجرِ سحر سے دُور

خالدؔ تجھے ہے حولِ[3] قیامت کا کیوں خیال
ہیں مصطفیٰ کے بندے تو خوف و خطر سے دُور

[1] فرشتہ [2] انسان [3] ڈر (پریشانی)

(61)

اور[1] کو دیکھے جو مشتاق[2] تمہارا ہوکر
یا الٰہی وہ اُٹھے حشر میں اندھا ہو کر

تیرے کھنچنے کا سبب تھا کہ دمِ آخر بھی
ملک الموت بھی ملتے ہیں کشیدہ[3] ہوکر

کچھ عجب شان سے میرا بُتِ کافر[4] آیا
رہ گئے حشر میں سب محوِ تماشا ہوکر

کعبہ اللہ کا گھر ہو تو مجھے کیا مطلب
میں نہ جاؤں گا وہاں عشق کا بندہ[5] ہوکر

عرضِ مطلب پہ میرے وصل کی شب منہ نہ کھلا
رہ گیا میمِ[6] دہن انکا معما ہوکر

وائے تقدیر کہ میں ہاتھ بڑھا بھی نہ سکا
رہ گئی اُن کی حیا بیچ میں پردہ ہوکر

خانۂ دل میں اُتر آؤ میری آنکھوں سے
تُم میرے گھر میں رہو گھر کا اُجالا ہوکر

فائدہ کیا تیری تدبیر سے ہوگا خالدؔ
جو مقدر میں لکھا ہے وہ رہے گا ہوکر

[1] غیر (ماسوا اللہ) [2] آرزومند (متمنی) [3] ناراض [4] محبوب [5] غرقِ عشق [6] خاموشی (بندمنہ)

62

مست و سرشار ہیں ہم جامِ محبت پی کر
نقشِ دیوار[1] ہیں ہم جامِ محبت پی کر

عشقِ احمدؐ میں ہیں ہم غرق بتائیں کیا کیف
صاحبِ غار[2] ہیں ہم جامِ محبت پی کر

ذاتِ وحدت کی تجلی سے ہوئے ہیں بیخود
جلوۂ یار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

دیدِ دیدارِ محمدؐ میں ہیں مصروف ہر دم
نفسِ دیدار[3] ہیں ہم جامِ محبت پی کر

ہمکو خود اپنی خبر ہی نہیں ہیں کون و کہاں
یار ہی یار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

معنیٔ حُسن و وجودِ دو جہاں خود ہیں ہم
کیا طرحدار[4] ہیں ہم جامِ محبت پی کر

بنکے دیوانے تیرے عشق میں رُسوا ہوکر
سرِ بازار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

عشقِ لیلیٰ[5] حقیقی میں انا الحق کہکر
بر سرِ دار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

جامِ جم کیا ہے میرے سامنے اور آبِ حیات
زندہ با یار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

نازنیں بنکے ہر اک ناز اُٹھا لینے میں
ناز بردار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

بندۂ عشق ہیں ہم ترکِ نسب کام اپنا
خالدؔ زار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

۱ مطمئن ۲ جانثار ۳ سراپائے یار ۴ نازنین ۵ حق تعالیٰ

63

عاشق ہوں میں حور کا شیدا نہ پَری پر
ساجد ہوں ازل سے ہی تیری سنگِ دری[1] پر

پردہ میں بھی رہ کر وہ رہا فاش ہر اک سے
ہو کیوں نہ تعجب تیری اس پردہ دری پر

خورشیدِ درخشاں ہی ہے ذرات میں پنہاں
حیرت نہ ہو کیوں مجھکو تیری جلوہ گری پر

گر فکر کروں اپنی ہوا دُور خدا سے
افسوس نہ ہو کیوں مجھے اس دردِ سری پر

خالدؔ کو خدا آپ کا جو بندہ بنایا
نازاں نہ ہو کیوں آپ کی اس بندہ گری پر

[1] چوکھٹ

(64)

ناز ہے ناز ہے خود اپنی گنہگاری پر
فخر ہے فخر ہے مجھکو تیری غفاری پر

روزِ ازل ہی سے میں بندۂ سرکار[1] تو ہوں
تا ابد باقی رہوں تیری پرستاری پر

دُور ہوں دُور ہوں سرکار بُلا کر رکھو
رشک ہوتا ہے مجھے آپکی درباری پر

کوئی ارمان میرے دل میں نہیں تیرے سوا
خوش ہوا کرتا ہوں میں تیری دل آزاری پر

سب ہیں مکار مگر تیرے مقابل کے نہیں
مکر خود نازاں ہے اِس آپکی مکاری[2] پر

نااُمیدی ہو مجھے کیوں تیری رحمت سے بھلا
فکر کیا آپ ہی خود ہیں میری جب یاری پر

جامعِ جملہ عیوب ہو کے ہے خالدؔ مستور[3]
کیوں نہ اِترائے گا وہ آپکی ستاری پر

[1] غلامِ رسولؐ [2] تدبر (مکر کی سزا دینے) [3] چھپا ہوا

(65)

اُسے جب دیکھتا ہوں وہ ہے آنکھوں میں سما جاکر
تو رہ جاتی ہے دل کی آرزو دل میں تڑپ جاکر

تماشہ بنکے عالم کا نمایش گاہِ عالم ہوں
تماشہ دیکھتا ہوں ہر تماشہ میں نظر آکر

میرے سوزِ[1] جگر نے دامنِ اُلفت جلا ڈالا
محبت بنکے رہتے تھے حجابِ دل میں چھپ جا کر

کہاں وہ اور کہاں میں یہ تفاوت[2] کسطرح ہٹتا
اگر وہ نہ اُلٹ دیتے نقابِ رُخ کو سمجھا کر

ازل سے ہی پڑا ہے میری گُھٹی میں تو عشق اُن کا
فسانہ بن گیا کیوں عاشق و معشوق کہلا کر

[1] جلن (آتش) [2] فرق

نہ آتے وہ تو ان سے کس طرح ملتا دلِ مضطر
مچل کر سینہ میں رہ جاتا سو سو آفتیں ڈھا کر

تمنا اُنکی میرے دل میں اللہُ غنی کیا ہے
سمجھ میں آئے گا کیونکر کسی کے حالِ دل جا کر

اُسی سے ربط ہے اپنا اُسی سے زندگی اپنی
نہوتے وہ نہوتا میں تو کیا پاتا کوئی پا کر

تیرے دل میں وہ ہیں خالدؔ کہ جن کا سر میں سودا ہے
نیاز اُس سے ہو حاصل تجھکو اپنی چشمِ کو وا[1] کر

[1] کھول

66

رات دن رہتا ہے بس تیرا تصور اور خیال
زندگی پائی ہے میں نے ہوگیا جب سے وصال[1]

تیرا ہی بس اک سہارا ہے گزر جاتی ہے سب
فی الحقیقت تیرے ہی باعث ہوا بہتر یہ حال

کسطرح غفلت ہو مجھکو تیرے جلوؤں سے بھلا
دیکھتا ہوں ہر تجلّی میں تیرا ہر دم جمال

کیوں تعین میں مقید مجھکو تونے کردیا
لا تعین شان ہے میری منزّہ میرا حال

جنسِ[2] ناقص کا فقط اک تو ہی لینے والا ہے
ورنہ اس نا چیز کا ابتر سے ابتر ہوتا حال

کون ہے تُو کیا ہے تُو اور کس جگہ تیرا قیام
دل میں گھر ہے تیرا تُو مجھ میں سراپا ذوالجلال

لاج اپنے خالدِؔ عاصی کی رکھ لینا حضور
ورنہ دُنیا میں گزر ہوسکتی کیسی کا مجال

[1] دیدار (ملاقات) [2] بندۂ ناقص (گنہگار)

67

مستِ مئے بے کیف کو پیمانے سے کیا کام
اُسکو صراحی ساقی و میخانے سے کیا کام

جو شرک سے اسلام سے بالکل ہے بے غرض
آزاد[1] کو اس کعبہ و بتخانے سے کیا کام

جو واصلِ خدا[2] ہے ہمیشہ سے پھر اُسے
وصلِ صنم[3] سے فرقتِ جانانہ سے کیا کام

جو ہے سراپا محوِ رُخِ یار میں مدام[4]
زنار[5] سے اور سُبح[6] کے ہر دانے سے کیا کام

جب قیدِ اسم و رسم کا جھگڑا نہیں رہا
پھر کفر و دین و کعبہ و بتخانے سے کیا کام

جو رُوئے یار کا ہے فدائی ازل ہی سے
شمع سے کیا غرض اُسے پروانے سے کیا کام

ہے دل میں جسکے حُبِ محمدؐ بھری ہوئی
لیلیٰ سے قیسِ عامری دیوانے سے کیا کام

مدہوش ہے جو دیدِ نبیؐ میں پڑا ہوا
دنیا کے لوم ولائیم[7] وفرزانے سے کیا کام

وہ لامکاں میں رہتا ہے تنزیہہ[8] کی شان سے
خاؔلد اُسے مکان سے کاشانے سے کیا کام

۱ قلندر ۲ فنافی اللہ (عشقِ حقیقی) ۳ عشقِ مجازی ۴ ہمیشہ (ہروقت) ۵ گلے کا دھاگہ
۶ تسبیح ۷ اچھے اور بُرے لوگوں) ۸ لاتعین

68

نظر میری ہے اُس میں گُم، تو میں حدِ نظر میں گُم
رہا کرتا ہوں میں الآن اُس نورِ بصر میں گُم

سمجھتا کچھ نہیں میں کون ہوں کیا ہوں کہاں ہوں میں
رہا کرتی ہے اُسکی ہستی[1] جبکہ ہر بشر میں گُم

کہاں ہوں کون ہوں کس کا ہوں مظہر کیا بتاؤں میں
رہا کرتی ہے اُسکی ہستی جبکہ ہر بشر میں گُم

جمالِ یار رہتا ہے ہمیشہ رُوبرو میرے
اسی باعث میں رہتا ہوں سراپا جلوہ گر میں گُم

پتہ چلتا نہیں خود میرا مجھکو دونوں عالم میں
مجھے تو کردیاہے یار نے بس اک نظر میں گُم

دو عالم کو ڈبونا یا بچانا فعل ہے اپنا
ہزاروں نوح کے طوفان ہیں اِس چشمِ تر میں گُم

جبیں مصروف رہتی ہے ہمیشہ سجدہ ریزی میں
مرا سر رہتا ہے ہردم اُسی کے سنگِ در میں گُم

یہ سارا کھیل ہے اُنکا یہ اک رازِ حقیقت ہے
ہماری بزم ہوجاتی ہے جو بزمِ دِگر میں گُم

[1] ذاتِ حق (ذاتِ محبوبِ خدا)

جو کچھ نیت میں ہوتا ہے اُسی کا ثمرہ ملتا ہے
رہا کرتے ہیں سب اعمال اپنے خیر و شر میں گُم

ہر اک میں چشمِ حق بیں ہی حقیقت دیکھ لیتی ہے
اُسی کے جلوے رہتے ہیں سدا شام و سحر میں گُم

عجب لذت ہے ارمانِ دلی پورے نہ ہونے میں
ہزاروں جل کے ارماں رہ گئے سوزِ جگر میں گُم

میں بندہ اُنکا ہوں جو باعثِ تخلیقِ عالم ہیں
یہ میری عبدیت رہتی ہے بس خیرا لبشر میں گُم

جمالِ احمدی کو ہوگیا حسنِ کمال حاصل
محمدؐ ہوگئے ہیں خود ہی شاہِ بحر و بر میں گُم

کمالِ عشق کی منزل پہ رہتا ہے قیام اپنا
نہیں ہوں میں مُوثر حُسن سے پر ہوں اثر میں گُم

تیری یہ مست آنکھوں نے مجھے مدہوش کرڈالا
میری یہ مستی رہتی ہے تیری نظرِ سحر میں گُم

مؤثر[1] دل میرا کیوں ہوگا خالدؔ ایں و آں[2] سے اب
حقیقت نے مجھے کرلی ہے خود اپنے اثر میں گُم

[1] حیرت زدہ [2] یہ وہ (موجودات)

69

تماشہ خود ہی تھے کیوں بن گئے محوِ تماشہ ہم
اب اُس پر جان کیوں دیتے ہیں تھے جس کا سراپا ہم

کچھ اس انداز سے وہ سامنے خود بے حجاب آئے
نظر پڑتے ہی اُن پر بن گئے حیرت کا پتلہ ہم

کمالِ عشق سے اپنے رسائی ہوگئی اتنی
خدا کا شکر ہے خود بن گئے معشوق اپنا ہم

ہے استغراقِ ہستی اس قدر اب اپنے کو حاصل
نظر امواج پر کیوں ہو جو ہیں دریا ہی دریا ہم

ہمیں دُنیا میں اب آرام حاصل کسطرح ہوگا
مقدر میں لکھا تھا بن گئے کلفت گرفتہ ہم

ذرا کوئی ہماری بھی حقیقی بندگی دیکھے
قدومِ پاک پر جو ہوگئے ہیں سر بسجدہ ہم

نہیں ہے یہ تمہارا فضل خالدؔ پر تو پھر کیا ہے
تمہارے صدقے میں جو بن گئے اشرف سے اعلیٰ ہم

(70)

جب اُن کے نذر خود ہوجائیں گے ہم خودی میں اپنی اُنکو پائیں گے ہم
جو بھولے سے ادھر[1] آجائیں گے وہ نہیں معلوم کیا ہوجائیں گے ہم
انا الحق کی حقیقت کھول دینگے جو مستی میں کبھی آجائیں گے ہم
تیری ٹھوکر سے ہوجائیں گے زندہ تیری رفتار سے مٹ جائیں گے ہم
نہ لینگے سر پہ ہم احسان قضا[2] کا کہ پہلے موت سے مر جائینگے ہم
اگر چشمِ کرم ہوجائے ہم پر سراپا[3] آپکا بنجائیں گے ہم
مٹیگا جب خیالِ غیر خالد
وجودیؒ کو خودی میں پائیں گے ہم

[1] کثرت سے وحدت میں [2] موت [3] آئینہ

71

عقل ہوتی جو ذری[1] زاہدِ دیوانہ میں
حق کا جلوہ نظر آتا اُسے بتخانہ میں

کس کے ہاتھوں سے یہاں جام ملا کرتے ہیں
آؤ دیکھو تو ذرا شیخ جی میخانہ میں

مرضِ عشق نے بستر پہ بٹھایا ایسا
کہ سکت ذرہ برابر نہیں دیوانہ میں

کیوں جلا جاتا ہے الفت میں سرِ بزم تیری
شمع سے پوچھ لے کیا راز ہے پروانہ میں

اک نگاہِ غلط انداز نے کیا کام کیا
خرد[2] و ہوش نہ باقی رہے فرزانہ میں

کیا اثر ہے بتِ کافر کی کشش کا دیکھو
شیخ جی کعبہ سے پھر آتے ہیں بتخانہ میں

کفر و دین کو حرم و دیر کو چھوڑو خالدؔ
دم بہ دم لذتِ دیدار ہے میخانہ میں

[1] کچھ (تھوڑی) [2] عقل

(72)

جھلک جب سے نظر آئی کسی کے حُسن کی دل میں
اُسی کو پا رہا ہوں ہر گھڑی میں دل کی محمل[1] میں

کسی کا راز ہے پنہاں جو مری ہر رگِ جاں میں
وہ ظاہر کس طرح ہوگا بھلا غیروں کی محفل میں

عجب انداز ہیں اُن کے منزّہ[2] سب سے رہ کر بھی
ہوا کرتے ہیں وہ جلوہ نما آئینۂ دل میں

نمایش کر رہے ہیں جو مہہ[3] خورشید[4] و انجم[5] میں
حقیقت میں وہی خود ہیں نمایاں حق و باطل میں

کرم اُن کا نہیں یہ حال پر میرے تو پھر کیا ہے
جو اُن کو پارہا ہوں میری ہر بے تابیِ دل میں

[1] خانہ [2] آزاد [3] چاند [4] سورج [5] تاروں

کسی کی بے نیازی سے ہوا جب سے نیاز حاصل
نظر آتا نہیں سود و زیاں[1] کچھ بھی تو حاصل میں

کسی سے میری نسبت کو کوئی کیا جان سکتا ہے
فنا ہوں ذات میں اُس کی نہاں ہے جو میرے دل میں

سنبھلنے ہی نہیں دیتی مجھے نظروں کی حیرانی
جب اُن کو دیکھتا ہوں جلوہ گر ہر ایک منزل میں

ہے ترکِ امتیاز ہی سے تو سکونِ دائمی خالدؔ
تخیل ہی سے پیدا فرق ہے طوفاں و ساحل میں

1. نفع و نقصان

(73)

ادائے بے نیازی کا مرقع[1] بن گیا ہوں میں
نیاز حاصل ہے مجھ کو جس سے اس پر ہی فدا ہوں میں
میری حالت نہ پوچھو ہجر میں کیسی گزرتی ہے
فراقِ یار میں مر مر کے ہر دم جی رہا ہوں میں
تڑپنے کی اجازت ہے نہ لب سے اُف نکلنے کی
ہوں راضی اُسکی مرضی پر جو ساکت ہوگیا ہوں میں
میری دنیائے اُلفت ہر تعین[2] سے ہے مستغنی[3]
تقید سے رہا' ہوکر سراپا یار کا ہوں میں
کسی کے راز کو سینہ میں اپنے ہی چھپا لے کر
کسی کے زلف، پیچیدہ کا خود سودا زدہ[4] ہوں میں
دلِ درد آشنا خود آشنا تھا دردِ اُلفت سے
سراپا درد بن کر اُن کا دردِ لا دَوا ہوں میں
مجھے وارفتگی میں بھی رہی وابستگی اُن سے
کسی حالت میں بھی اُن سے ہی رکھتا رابطہ ہوں میں
میں اُس دریائے وحدت ہی کا اک ادنیٰ شناور[5] ہوں
شعاعِ نورِ انور پا کے روشن ہوگیا ہوں میں
کسی سے کچھ غرض خالدؔ نہیں رکھتا ہے عالم میں
سمجھ سکتا کہاں کوئی تجھے تو جانتا ہوں میں

[1] تصویر [2] قید [3] بےتعلق (آزاد) [4] دیوانہ [5] تیراک

(74)

جو کچھ تھے دن خزاں کے وہ سب گزر گئے ہیں
بُلبل چہک رہے ہیں غنچے چٹک رہے ہیں
آئی بہار دیکھو آئی بہار دیکھو

پژمردہ[1] دل ہمارے گُل بنکے کِھل رہے ہیں
مستِ شرابِ وحدت آپس میں مل رہے ہیں
آئی بہار دیکھو آئی بہار دیکھو

ایامِ رنج و غم اب سب دُور ہوگئے ہیں
بن ٹھن کے حُور و غِلماں خوش ہو کے مل رہے ہیں
آئی بہار دیکھو آئی بہار دیکھو

اب ہورہا ہے ہم پر بارانِ[2] ابرِ رحمت
عصیاں بھی دُھل گئے ہیں عاصی ہیں شاد و مست
آئی بہار دیکھو آئی بہار دیکھو

خالدؔ تیرے چمن پر ابرِ بہار چھایا
جامِ شرابِ وحدت پی پی کے مست جُھولا
آئی بہار دیکھو آئی بہار دیکھو

[1] بیمار (غم زدہ) [2] بارش

75

وہ آنکھوں میں میری سمائے ہوئے ہیں
میرے دل میں تشریف لائے ہوئے ہیں
گنہگارِ عصیاں کی شرمندگی سے
مُنہ اپنا کفن میں چھپائے ہوئے ہیں
ہیں لائق سزا کے جو چاہو سزا دو
گنہگار ہیں سر جھکائے ہوئے ہیں
خدا کا انہیں وصل ہوتا ہے ہر دم
خودی کو جو اپنی مٹائے ہوئے ہیں
نظر آرہے ہیں ہر اک شئے میں مجھ کو
وہ آنکھوں میں اتنا سمائے ہوئے ہیں
رواں خون آنکھوں سے ہے بدلے آنسو
تیری یاد میں میں رنگ لائے ہوئے ہیں
نہ آئے تھے جب زندگی میں تو پھر کیوں
وہ خالدؔ کے مرقد[1] پہ آئے ہوئے ہیں

[1] قبر (مزار)

(76)

تمہارے عشق میں ہم بیقرار پھرتے ہیں
تمہارے عشق میں دیوانہ وار پھرتے ہیں

کہاں کا چین تیرے عاشقوں کو مرنے بعد
کفن کو پھاڑ کے زیرِ مزار پھرتے ہیں

ہماری کیوں نہیں لیتے ہو تم خبر جاناں
تمہارے کوچے میں ہم بار بار پھرتے ہیں

ہے کچھ خبر بھی کہ عشاق ریز بام[1] صنم
تمہاری دید کے اُمید وار پھرتے ہیں

گریبان چاک ہے دل پرزے پرزے جگر ٹکڑے
فراقِ یار میں با حالِ زار پھرتے ہیں

تیرے فراق میں جاناں بصورتِ لالہ
ہم دل کو لئے داغدار پھرتے ہیں

ہے واللہ قسمتِ عشاق گردشِ افلاک
تمہارے کوچہ میں لیل و نہار پھرتے ہیں

تیرے عدو[2] جو ہیں دنیا میں ائے میرے خالدؔ
ذلیل ہو کے سدا خستہ خوار پھرتے ہیں

[1] چھت تلے [2] دشمن

77

میرے دل میں وہ ہیں ساکن اور میں ان کے دل میں ہوں
کیا بتاؤں کون ہوں میں اور کس منزل میں ہوں

ساقیٔ کوثر کا صدقہ ہے سراپا مست ہوں
اور وجودیؒ کا تصدق ہے کہ ہر محفل میں ہوں

دل ہے مرا مراۃ[1] ذات جمالِ لم یزل
عکسِ امواج تلاطم شخص ہوں ساحل میں ہوں

لاج رکھنا خالدِ عاصی کی ہے ادنیٰ غلام
دستگیری میری فرمانا بڑی مشکل میں ہوں

[1] آئینہ

78

جب سرنگوں ہوا تو ہوئیں سرفرازیاں
بندوں پہ دیکھو کیسی ہیں بندہ نوازیاں

بگڑے ہوئے وہ کام بنادیتے ہیں تمام
خواجہ کی ایسی ہوتی ہیں سب کار سازیاں

واقف ہے خوب طرزِ تغافل[1] سے آپ کے
پھر اس نیاز مند سے کیوں ہے بے نیازیاں

ناچیز کو بنادیا وہ بدر دیکھئے
زروں پہ ایسی ہوتی ہیں زرہ نوازیاں

خالدؔ غریب کے لئے دارین میں مدام
بس کام آگئیں تیری غربت نوازیاں

[1] انجان بن جانے

(79)

وہ راز کون ہے جو مجھ پہ آشکار[1] نہیں
اُٹھا ہے پردہ کچھ ایسا کہ پردہ دار نہیں

میں چھوڑ دوں تجھے ممکن نہیں دو عالم میں
سوائے تیرے مرا کوئی غمگسار نہیں

میں پایا سجدہ میں جب سنگِ در کو عرش اُنکا
رہا نظر میں میرے آستانِ یار نہیں

یہاں تو جاننے والا ہی ٹھہر سکتا ہے
مقام عرفاں ہے میدانِ کارزار نہیں

کہوں میں کس سے بھلا اپنے رازِ عشق کا حال
مرا تو کوئی بھی دنیا میں رازدار نہیں

جہاں کی نظروں میں میری جو کچھ بھی ہے عزت
وقار تیرا ہے وہ تو مرا وقار نہیں

بتاؤں کس کو یہ حالِ زبونِ دل خالدؔ
غم اُسکا پیدا ہوا جب وہ غمگسار نہیں

[1] کُھلا

(80)

حدِ نظر سے ماسوا دیکھتا ہوں مگر نہیں
تیری نظر میں گُم ہوں میں میری نظر نظر نہیں

ہوش میں ہوں کہ گُم ہوں میں ہست ہوں میں کہ نیست ہوں
جب سے ہوں تم سے با خبر مجھ کو میری خبر نہیں

راز و نیاز جس سے ہے وہ ہے مکینِ جان و دل
اس کے سوا جہان میں کوئی بھی جلوہ گر نہیں

قیدئِ زلفِ یار ہوں محوِ جمالِ یار ہوں
شام نہیں ہے میری شام میری سحر سحر نہیں

رازِ نہفتہ[1] ہوکے بھی فاش[2] رہا جہان میں
دید جو کر سکے تیری ایسی کوئی نظر نہیں

دشوارِ راہِ عشق کو آسان جو مجھ پہ کردیا
فضل و کرم تمہارا یہ کیا میرے حال پر نہیں

مجھکو کوئی بُرا کہے یا کوئی بھلا کہے
غیر کی باتِ کا میرے دل پہ کوئی اثر نہیں

خالدؔ کی زندگی فقط ان کا تصورِ تمام
اور کسی خیال کا دل میں کوئی گزر نہیں

[1] چھپا ہوا [2] کھلا ہوا (ظاہر)

(81)

اضطرابِ[1] دل کا اُن پر بھی اثر ہونے تو دو
وہ چلے آئیں گے دل میں چشمِ تر ہونے تو دو
قلب کی دھڑکن سے اُن کی یاد میں مصروف ہوں
دل سکون پا جائے گا اُن کا گزر ہونے تو دو
وہ بھی ہو کے مضطرب میری طرح تڑپیں گے خود
ہوتے ہوتے آہ کا ان پر اثر ہونے تو دو
دیکھ لے گا اک جہاں خود جذبِ اُلفت کا اثر
جلوہ گاہِ حُسن میں میرا گزر ہونے تو دو
بے حجاب ہو کر وہ میرے روبرو آجائیں گے
میں جو آیا ہوں یہاں اُن کو خبر ہونے تو دو
میں اُلٹ دوں گا جہاں کو وہ جو دل میں ہوں مکیں
آرزو اتنی تو میری بارور[2] ہونے تو دو
میں سمجھ جاؤں گا میرے ہاتھ میں کونین ہے
مہرباں خالدؔ پہ شاہِ بحر و بر[3] ہونے تو دو

[1] تڑپ عاجزی (بیقراری) [2] پوری [3] محبوبِ خدا

(82)

اُسے بھی ذرا آزما کر تو دیکھو عدو[1] کا کبھی دل دُکھا کر تو دیکھو
میرے رونے پر مسکرا کر تو دیکھو یہ بارش میں بجلی گرا کر دیکھو
بہت لطف آئے گا شیخ صاحب ذرا بزمِ رنداں[2] میں آ کر تو دیکھو
جو ہے دیکھنا اپنے خود میں خدا کو تو اپنی خودی کو مٹا کر تو دیکھو
ہے احمد میں موجود جلوہ احد کا حجابِ دوئی کو مٹا کر تو دیکھو
خدا کی رضا تم اگر چاہتے ہو محمدؐ پر ایمان لاکر تو دیکھو
دمِ نزع[3] ہے آپ کی انتظاری ذرا اپنی آنکھوں سے آ کر تو دیکھو
اگر چاہتے ہو مجھے قتل کرنا ذرا تیغِ ابرو[4] دکھا کر تو دیکھو
محبت کا میری اگر امتحاں ہے میرے سر کو تن سے اُڑا کر تو دیکھو
ابھی جان آ جائے مردے کے تن میں ذراقم بــاذنـــی سنا کرتو دیکھو
قمر داغ کھائے تو ہو زرد سورج ذرا رُخ سے پردہ اُٹھا کر تو دیکھو

اگر خود بھی رونا ہے منظور تم کو
تو خالدؔ کو اپنے رُلا کر تو دیکھو

[1] دشمن (رقیب) [2] میخانہ [3] آخری وقت (مرضِ موت) [4] اظہار بیزاری

83

ہاتھ میں برگِ حنا[1] آپ لگاتے کیوں ہو
دلِ عشاق کا پھر خون بہاتے کیوں ہو

بے حجابانہ دکھادو رُخِ زیبا مجھکو
چاند سے چہرے کو گھونگٹ میں چھپاتے کیوں ہو

دمِ آخر ہے دکھادو رُخِ روشن اپنا
چشمِ مشتاق کو چُھپ چُھپ کے رُلاتے کیوں ہو

محفلِ غیر میں اغیار سے ہنس ہنس کر تم
دل جلے کو میری جان اور جلاتے کیوں ہو

نیم جاں ہوں درِ اقدس پہ پڑا رہنے دو
سگِ درگاہ کو چوکھٹ سے اُٹھاتے کیوں ہو

خود مٹا جاتا ہے تم پر یہ تمہارا خالدؔ
پھر جفاؤں سے کہو اُس کو مٹاتے کیوں ہو

[1] مہندی

84

اُلفتِ لیلیٰ میں مجنوں سا جو سودائی نہو
عاشقِ صادق نہیں وہ جس کی رسوائی نہو

فرق کچھ بھی احد و احمد میں نہیں ہے دیکھ لے
میم کا پردہ لیا ہے تا شناسائی[۱] نہو

جان نہ نکلے گی بوقتِ نزع بالیقیں پر میری
آپکی جب تک محمدؐ جلوہ فرمائی نہو

میں مریضِ عشقِ احمد ہوگیا ہوں اس طرح
خود مسیحا سے بھی جس کی کچھ مسیحائی نہو

آتی ہے کرتی ہوئی اٹھکیلیاں[۲] بادِ صبا[۳]
وصلِ احمد کی خبر مجھ تک کہیں لائی نہو

بے خبر ہوکر مقابل یار کے جاتا تو ہے
اسکے ہاتھوں سے کہیں اس کی قضا آئی نہو

عاشقِ احمد کی حالت اس پہ کب ہوئے عیاں
لذتِ عشقِ محمد جس نے کچھ پائی نہو

گرچہ دنیا میں ذلیل و خوار ہے خالدؔ تیرا
حشر میں رسوا کہیں تیرا یہ شیدائی نہو

۱ پہچان ۲ خوشیاں ۳ صبح کی ٹھنڈی ہوا

85

تیری اُلفت کا پیدا یوں ثمر[1] ہو
میری آنکھوں میں تو آٹھوں پہر ہو

جگر ٹکڑے نہ دل ہو پارہ پارہ
اگر پہلو میں وہ رشکِ قمر ہو

تمنا ہے دمِ آخر الٰہی
رسول اللہ کے قدموں میں سر ہو

جگر تھامے ہوئے پھرنے لگیں وہ
مرے نالوں میں اتنا تو اثر ہو

یہی ہے مُدعا خالدؔ کا حق سے
جمالِ مصطفٰے پیش نظر ہو

[1] پھل (اثر)

86

کہاں کی آرزو جب مجھ میں تو ہے جانِ جانانہ
رہے کیوں جستجو جب بن گیا دل تیرا کاشانہ
کرم ہے تیرا جو مجھکو، فنا کرکے رہا باقی
بھلا پھر کس طرح مجھ سے ادا ہو تیرا شکرانہ
ادائے بے نیازی کی، جھلک آئی نظر تیری
رہا جو سب سے مستغنی، جہاں میں تیرا دیوانہ
جو تیرے میکدہ سے جام پی کر مست میں نکلا
بنا حیرت زدہ عالم، عجب تھا کیفِ رندانہ
نہیں محسوس کرتا ہے جو عالم کی نمائش کو
خراباتی[1] کا تیرے کچھ عجب ہے حال مستانہ
میں جل کر سوزِ فرقت میں جو اپنی جان دے دیتا
تو پھر مجھکو نہ ہوتا کچھ میسر مثلِ پروانہ
مجھے تیرے تصور نے کچھ ایسا محو[2] کر ڈالا
صنم باقی رہا نظروں میں میری نہ صنم خانہ
شرابِ بیخودی ایسی پلائی شیخِ کامل نے
نظر سے میرے اُوجھل ہوگئے کعبہ و بتخانہ
کثافت ہٹ کے خالدؔ رہ گئی تجھ میں لطافت ہی
بنادی اس قدر تجھ کو سُبکسر[3] نظر جاناں

[1] شرابی (مست) [2] گرویدا (ہوش اڑا ڈالا) [3] نازک (لطیف)

87

مجھ کو تو اپنا ہی تو سراپا[1] بنا کے دیکھ
کیا لطف آئے گا میرے دل میں تو آ کے دیکھ

دونوں جہاں نظروں سے میری ہٹا کے دیکھ
آنکھوں کو میری جلوہ گاہ اپنا بنا کے دیکھ

آنکھیں ہیں محوِ دید نظر تو ملا کے دیکھ
دیکھوں نہ غیر کو کبھی غفلت مٹا کے دیکھ

ٹھوکر سے تیری زندہ میں ہوجاؤنگا ضرور
رفتار سے تو پہلے ہی مجھ کو مٹا کے دیکھ

میری خوشی اُسی میں ہے جو تیری ہے خوشی
راضی ہوں جو رضا ہے تیری آزما کے دیکھ

تیرا جنون سر میں رہے اور تو رہے
دیوانگی میری تو حد سے بڑھا کے دیکھ

تیرے سوا کسی کو بھی سجدہ ہے کب روا
میں سجدے کرتے جاؤں گا تجھکو تو آ کے دیکھ

[1] ہو بہو (جیسا)

کعبہ خدا کا گھر جو بنا تیرے واسطے
یہ دل ہے میرا گھر تیرا اسکو بسا کے دیکھ

میں ایک ہی ہوں حرفِ غلط[1] اور کون ہے
میرے فہم کو حرفِ صحیح[2] تو بنا کے دیکھ

خالدؔ کی آرزو ہے کہ دل میں ہو تو مکیں
آنکھوں میں بھی بس اُس کے ذرا تو سما کے دیکھ

[1] ناکارہ (نااہل) [2] کارآمد (قابل)

88

مزا جب تھا کہ در ہوتا تیرا مری جبیں ہوتی
تصدق دل مرا ہوتا میری جانِ حزیں ہوتی

عجب انداز ہے نظروں سے بچ کر آ گئے دل میں
تیری پوشیدگی بھی کیا کہوں ظاہر نہیں ہوتی

یہ کیوں اغیار کا مجھکو بھلا وہم و گمان ہوتا
محبت جب تیری جانِ جہاں دل میں مکیں ہوتی

سراپا دید بن کر محوِ جلوہ تیرا ہوجاتا
میری جب چشمِ حق بیں خود محبت آفریں[1] ہوتی

اگر سرکارِ دو عالم نہ فرماتے ظہور اپنا
نہ قائم آسماں ہوتا نہ ساکن یہ زمیں ہوتی

ہوا ہوں اُن کو پاکر ایسا کچھ میں محوِ نظارہ
خبر خالدؔ کی خالدؔ کو نہیں ہوتی نہیں ہوتی

[1] پسندیدہ (واہ واہ کرنا)

89

تیرے ہی حُسنِ یکتا کی ہے جب مجھ میں ضیاء[1] باقی
تو پھر میں ہوں نہیں موجود بلکہ تو رہا باقی

زمانہ جس پہ مرتا ہے اُسی کا میں سراپا ہوں
میسر وصل ایسا ہے کہ وہ مجھ میں رہا باقی

میں اپنے ہی میں پاتا ہوں کسی کے نازِ زیبا کو
نیاز ہی میں ہے اپنے خود ہی نازِ دلربا باقی

میں ان سے اپنی نسبت جو ہے اس پر کیوں نہ ہوں قرباں
اسی پر فخر ہے، مجھ میں ہے اُن میں رابطہ باقی

تیری دیوانگی قائم ہے جذبِ عشق سے ہر دم
تیرے دل میں جو خالدؔ عشق کا ہے ولولہ باقی

[1] نور (چمک دمک)

(90)

آرزو پوری ہوگئی دل کی یار نے بات مان لی دل کی
جس قدر دل کو دیتا ہوں تسکین بڑھتی جاتی ہے بے کلی دل کی
چشمِ گریاں[1] کا تھم گیا رونا آگ کیوں کر بجھے لگی دل کی
وائے افسوس بات کر نہ سکا دل کی دل ہی میں رہ گئی دل کی
دیکھ کر آرزو بھرے دل کو بیکسی ہائے رو پڑی دل کی
موت خود آگئی عیادت کو ہائے تم نے خبر نہ لی دل کی
دم نکل جائے تیرے قدموں پر آرزو ہے میرے یہی دل کی
لوگ سُن کر غزل کو کہتے ہیں
واہ خالدؔ نے کیا کہی دل کی

[1] رونے والی آنکھ

91

آ گئی پیری جوانی ہوچکی سب بہارِ زندگانی ہوچکی
وقتِ پیری خیز ان کے آ گئے بلبلِ دل نغمہ خوانی ہوچکی
اک گلابی پوش کا تھا انتظار چشمِ تر سے خوں فشانی ہوچکی
اُن کو سایہ پر بھی شک ہے غیر کا انتہا کی بد گمانی ہوچکی
جوش پر جب بحرِ رحمت آ گیا آگ دوزخ کی بھی پانی ہوچکی
دیکھتے ہی دیکھتے تکرار میں ختم آدھی رات جانی ہوچکی
اب گلے مل لو خدا کے واسطے لو حیا کی پاسبانی ہوچکی
موت کے بھی اے خضر لوٹو مزے سیرِ فلکِ جاودانی ہوچکی
تم نہ پگھلے میرے نالوں[1] سے مگر آگ بھی دہشت میں پانی ہوچکی
سانس بھی لینی ہے مشکل ہجر میں حد سے بڑھکر ناتوانی ہوچکی
اس نے خالدؔ کی نہ مانی ایک بھی
رائگاں ساری کہانی ہوچکی

1 رونے (آنسو بہانے سے)

92

میں نہیں ہوں بلکہ خود میری جانِ زندگی
میرے نیاز میں خود تیری شانِ زندگی

تو ہی خود ہے زینتِ چشم، ہے تیرے سے رونقِ دل
تو ہی میری آرزو ہے تو ہی جانِ زندگی

میرے دل میں تیرا مسکن، میری آنکھ تجھ سے روشن
تو جو جلوہ گر ہے، مجھ میں کبھی شانِ زندگی

تیرے ناز ہیں انوکھے، ہیں نرالے تیرے انداز
ہے نیاز میں میرے، تو عجب شانِ زندگی

ہے عروج مجھکو حاصل جو زوال میرا تو ہے
یہی ہے کمال میرا تو، جہانِ زندگی

تیرا ہر طرف ہے جلوہ، میری چار سو نظر ہے
میری دید میں فقط تو، میری جانِ زندگی

یہ ادائے جستجو ہے رہا یافت [1] میں جو خالدؔ
تری ہر ادا پہ حیرت ہے نئی شانِ زندگی

[1] دُھن

93

پاتا رہوں میں تجھکو میری جانِ زندگی
ہے آرزوِ دل بھی ارمانِ زندگی

فضل و کرم رہے گا ہمیشہ جو حال پر
سمجھونگا میں کہ بڑھ گئی اب شانِ زندگی

دیوانگی ہی ہے اثرِ عشق دیکھنا
سودا زدہ ہی سر ہے پریشانِ زندگی

سب رنج و غم درد و الم دُور ہوگئے
اک اُن کی نظر بن گئی درمانِ[1] زندگی

ہے نظر کار ساز پہ پروا کسی کی کیا
کیوں ہوگئی فکرِ بے سروسامانِ زندگی

پُر نُور ہوگئے دو جہاں جن کے نُور سے
خالدؔ وہی ہیں شمعِ شبستانِ زندگی

[1] علاج

(94)

انکو بیدادگی[1] کی عادت تھی مجھکو خاموشی کی عادت تھی
دیکھ لیتی تھی اُنکو ہر اک میں چشمِ بے پردگی کی عادت تھی
میں جو مر مر کے زندہ رہتا تھا یہ میری زندگی کی عادت تھی
دیکھ کر اسکو ہوتا تھا بیخود میری دیوانگی کی عادت تھی
کرتا جاتا تھا سجدے پر سجدہ میری یہ بندگی کی عادت تھی
ہوتا جاتا تھا اپنے سے باہر میری آشفتگی کی عادت تھی
ہر دم اس کے خیال میں رہتا میرے دلبستگی کی عادت تھی
رہتا تھا اس کے ساتھ سایہ صفت میری وابستگی کی عادت تھی
جبیں رہتی تھی در پہ سایہ ریز سرِ بے مائیگی[2] کی عادت تھی
درد و غم سے ہمیشہ کھیلا کیا یہ میری دل لگی کی عادت تھی
ہر مصیبت میں رہتا تھا خاموش دلِ سر مائیگی[3] کی عادت تھی
اب تو بیدار رہتا ہے پہلے قلب کو خفتگی[4] کی عادت تھی
وصل ہوتے ہی ہوگیا وہ خاموش دل کو پژمردگی[5] کی عادت تھی
راز کو فاش دیکھ لیتا تھا روح کو ہشیارگی کی عادت تھی

خالدؔ تیری حیات کیا ہے حیات
موت کو زندگی کی عادت تھی

[1] جفاکشی (ستم گری) [2] عاجزی [3] بے پرواگی [4] نیند [5] اُداسی

95

آہ سے عرشِ معلیٰ کو ہلائے تو سہی
کوئی اُٹھ اُٹھ کے قیامت کو اُٹھائے تو سہی
کشمکش مشقِ ستم کی ہے مجھ ہی سے تجھ کو
سرِ دشمن پہ بھی آفت کوئی لائے تو سہی
یہ تو مانا کہ میں کیا اور میری فرقت[1] کیا
داستان ہجر کی دشمن ہی سنائے تو سہی
خشک ہوتے ہیں میرے سوزِ جگر سے دریا
آگ پانی میں کوئی مجھ سا لگائے تو سہی
وقت پر مر گئے مرتے جو تھے مرنے کے لئے
آج ہیں تیغ بکف[2] وہ کوئی آئے تو سہی
یہ تو اپنا ہی کلیجہ تھا دل اپنا ہی تھا
بزمِ دشمن میں کوئی رنگ جمائے تو سہی
خالدِ زار تڑپتا ہے بہت فرقت میں
اب کوئی شانِ مسیحائی دکھائے تو سہی

[1] جُدائی [2] تلوار ہاتھ میں لئے

(96)

جو تم کو پاتے ہیں وہ اپنے کو پایا نہیں کرتے
قلندر وار پھرتے ہیں وہ شرمایا نہیں کرتے
تمہارے پر فدا ہوکر جو تمکو ہی رکھے باقی
تصدق ہوکے رہ جاتے ہیں مٹ جایا نہیں کرتے
تمہاری زلف کی ہر دم بلائیں جو کے لیتے ہیں
بلاؤں سے وہ دنیا بھر کی گھبرایا نہیں کرتے
طلب ہر ایک کی جو بے طلب ہی پوری کرتے ہیں
سخی داتا جو ہیں طالب کو ترسایا نہیں کرتے
کسی کے حُسن کا جب میری آنکھوں کو نظارہ ہے
حجابِ غیر میں پھر وہ تو چھپ جایا نہیں کرتے
سوالی بنکے جو آتے ہیں وہ چوکھٹ سے پاتے ہیں
تیرے در سے کبھی خالی کوئی جایا نہیں کرتے
سگِ در آستانِ پاک کیا ہے خالدِ عاصی
عَــــفُـــــوِ بارعصیاں سے تڑپایا نہیں کرتے

(97)

زلفِ جاناں کا کسی کو اے خدا سودا نہ دے
دردِ اُلفت تو کسی کو اے میرے مُولا نہ دے

سجدہ کرلونگا نہ ہوجائے نماز اپنی قضا
مجھکو تھوڑی سی جگہ اے رونقِ بتخانہ دے

کیوں اطاعت کے لئے دیر وحرم کی احتیاج [1]
سچ تو یہ ہے غیرِ حق کو اپنے دل میں جا، نہ دے

مــــن عــــرف کا مسئلہ تیری سمجھ میں آئے گا
راہِ حق میں جب دوئی ہرگز مزا اپنا نہ دے

کون ہے ذاتِ خدا ذاتِ محمد کون ہے
لطف ہوگا گر جواب اسکا کوئی فرزانہ دے

وہ تو اک منصور تھے حق پر انـــا الــحــق کہہ اُٹھے
میں نہیں بہکونگا بھر بھر کے مجھے پیمانہ دے

میں فقیر آزاد ہوں ایوانِ وحدت کا مقیم
لطف کیا مجھکو ملے گر مسندِ شاہانہ دے

[1] مجبوری

مسجدوں میں سب ھو الحق سے انا الحق کہہ اٹھیں
ہوش افزا کچھ مزا اے لغزشِ مستانہ دے

میں پرستارِ جنابِ احمدِ بے میم ہوں
جامِ وحدت بھر کے مجھ کو ساقی میخانہ دے

ہم برہمن کو سکھائینگے پرستش یار کی
بندگی کی گر اجازت ساکنِ بتخانہ دے

آسمان دشمن زمانہ مدعی خفتہ[1] نصیب
تیرے کچھ نعلین کا صدقہ مجھے جانانہ دے

قلب کہتے ہیں جسے دولت کدہ ہے یار کا
غیر کو اس میں جگہ اے خالدِ خستہ نہ دے

[1] سویا ہوا

98

سرد مہری[1] کج ادائی[2] چھوڑدے　　بے وفا نا آشنائی چھوڑدے
جان بھی جائے تو یہ ممکن نہیں　　تجھکو یہ تیرا فدائی چھوڑدے
تیرے ہاتھوں سے پیئے زاہد جو جام　　رند[3] ہوکر پارسائی چھوڑدے
دین و دنیا میں نہ چھوڑونگا تجھے　　مجھکو گر ساری خدائی چھوڑدے
رحم کر میت پہ آ وہ پُر جفا[4]　　با وفا ہو بے وفائی چھوڑدے
سخت جاں ہوں میں خدا کے واسطے　　مُجھ پہ خنجر آزمائی چھوڑدے
ہر ادا پر جان قرباں ہے میری　　جانِ جاں یہ کج ادائی چھوڑدے
ہوتے ہوتے ہوگا نالوں کا اثر　　جبکہ شکوۂ نا رسائی چھوڑدے
میں غریب و عاجز و نا چار ہوں　　مُجھ سے یہ بے اعتنائی چھوڑدے

خالدِؔ خستہ نہ چھوڑے گا تجھے
گو اُسے ساری خدائی چھوڑدے

[1] لاپروائی [2] ضدی پن [3] شرابی [4] ستم گر

(99)

سدا میں جام پیتا ہوں تمہاری چشمِ مستی سے
ہمیشہ مست رہتا ہوں تمہاری چشمِ مستی سے

میں میکش ہوں تمہارا بے نیازِ جام و مینا ہوں
مئے وحدت کا دریا ہوں تمہاری چشمِ مستی سے

تمہارا یہ کرم ہے یہ تمہاری نظرِ رحمت ہے
خودی میں تم کو پاتا ہوں تمہاری چشمِ مستی سے

ازل ہی سے تمہاری دید میں جو غرق رہتا ہوں
ابد تک سب کا جلوہ ہوں تمہاری چشمِ مستی سے

بنا ہوں آفتابِ دو جہاں سب کا اُجالا ہوں
ہر اک ذرہ سے پیدا ہوں تمہاری چشمِ مستی سے

تعین کوئی بھی مجھکو مقید کر نہیں سکتا
دو عالم سے منزّہ ہوں تمہاری چشمِ مستی سے

میری دیوانگی کو ہوگیا اتنا عروج حاصل
جو تم میں جذب رہتا ہوں تمہاری چشمِ مستی سے

ہے خالدؔ میری موت و زندگی اُنکے اشارے پر
میں مُردہ ہوں کہ زندہ ہوں تمہاری چشمِ مستی سے

(100)

مر رہا تھا میں تیرے ہجر میں غم کھانے سے
دم میرا رک گیا اے جان تیرے آنے سے
کیوں نہیں جام پلاتا ہے مجھے تو ساقی
فائدہ کیا تجھے ہوگا میرے ترسانے سے
ناصحا [1] ترکِ محبت کی نصیحت مت کر
دل نہیں مانتا میرا تیرے سمجھانے سے
رنج سب دُور ہوئے ہجر کا غم بھول گیا
خوش ہوا دل میرا بھی تیرے گھر آنے سے
وصل کی شب ہے حیا اب تو نہ کر اے ظالم
میرے ارمان رہے جاتے ہیں شرمانے سے
دل شکستہ ہے جگر تشنۂ فغاں [2] لب پر
حال ابتر یہ ہوا ہجر میں غم کھانے سے
صبر کر وصل تجھے ہوگیا میسر خالدؔ
ہجر میں فائدہ کیا ہے تیرے مرجانے سے

[1] نصیحت کرنے والے [2] آہ زاری

101

نسبت ازل ہی سے ہے تیرے سنگِ آستاں سے
کسطرح پھر اُٹھے گا کہو میرا سر یہاں سے

مر مر کے جی رہا ہوں بس اسی اُمید میں
کہ کبھی تو دیں گے صدقہ مجھے دستِ شادماں سے

جس کا ازل ہی سے سارا جہاں فدائی
قربان اس پہ ہوں میں اپنی ہزار جان سے

میرا ہی وہم تھا میں اپنے کو"ہوں" جو سمجھا
میں تو اک بے نشان تھا مجھے کیا غرض نشان سے

مرنے سے پہلے مرکر باقی ہوا اس میں ہر دم
اب کیا خوف ہے مجھکو میری مرگِ ناگہاں سے

خالدؔ کریگا کیونکر فکرِ ایں و آن[1] کی
کافی ہیں بس وجودیؒ اُسے کیا غرض جہاں سے

[1] دُنیا (اوروں)

(102)

وہ مارڈالے ہم کو جفاؤں سے ناز سے
ہم سر بسجدہ رہ گئے عجز ونیاز سے

تاثیر عشق کی ہوئی پیدا وہ رُو پڑے
تڑپا دیا جو اُن کو میرے سوز و ساز سے

وہ فاش ہم کو آنے لگا جا بجا نظر
ہم جب سے واقف ہوگئے ہیں اُسکے راز سے

کیا خوب اپنی ہوگئی وارفتگی [1] عیاں [2]
رسوائی اپنی کرلئے دیوانہ ساز سے

وہ احدیت [3] سے آیا ہے وحدت [4] میں بر ملا
واحیدیت [5] میں آیا نظرِ چشمِ ناز سے

ہوتے ہی رو بَقِلہَ وہ تھے روبرو میرے
میں نے تو اُس کو پالیا اپنی نماز سے

صورت میں میری اسکی تھی بیصورتی نہاں
میں پالیا ہوں اپنی حقیقت مجاز سے

[1] محبت [2] ظاہر [3] مرتبہ ذات [4] مرتبہ صفات بالقوہ [5] مرتبہ صفات بالفعل (عیاں ثابت)

ہے فضل اُس کا راز کو رکھا جو راز میں
واقف نہوسکا کوئی جو اپنے راز سے

اُس کا کرم ہے اُسکی عطا اُسکا فضل ہے
میں پی رہا ہوں جام جو کوثر نواز سے

کیا شان ارفع اعلیٰ ہے عجز و نیاز کی
محمود جو بنادی ہے دیکھو ایاز سے

قربان کردیا دل و جاں اُسکے ناز پر
جب مستِ ناز دیکھا مجھے چشمِ ناز سے

اے خضر مر کے لذتِ دارین پائیے
کیا فائدہ ملا کہو عمرِ دراز سے

خالدؔ ہوں بندہ اُن کا جو بندے ہیں نام کے[1]
پاؤنگا سب وجودیؒ بندہ نواز سے

[1] عبدِ محض

(103)

دل دیا اُسے میں نے چوک ہوگئی مجھ سے
دل دُکھا کے کرتے ہیں اب وہ دل لگی مجھ سے
عشق نے مجھے اُس کا کردیا جو شیدائی
اُس کے حُسن کی زینت اور بڑھ گئی مجھ سے
اُس کے نام سے مجھ کو لوگ جان جاتے ہیں
اُس کی صورتِ زیبا ظاہر ہوگئی مجھ سے
ذات میں فنا ہو کر میں جو رہ گیا باقی
ہر صفت تو بس اُس کی متصف ہوگئی مجھ سے
اپنے قرب میں لے کر مجھ کو کردیا آزاد
دیکھو ہو نہیں سکتی اب تو بندگی مجھ سے
مجھ کو کرکے سودائی کرلی اپنی رسوائی
اُس کی اب زمانے مین شہرت ہوگئی مجھ سے
وصل ہوتے ہی خالدؔ عذر ہوگیا پیدا
پھر کہاں سے ہوگا اب اُس کا سجدہ بھی مجھ سے

104

اضطراب و بیقراری تا بکے[1] روز و شب کی آہ و زاری تا بکے

کیجئے بندہ نوازی کی نظر یوں میری قسمت میں خواری تا بکے

لب پہ آئیگا نہ کب تک حالِ دل مجھ سے ہوگی رازداری تا بکے

اب تو لِلّٰہ اپنے رنگ میں رنگ دے میں کروں گا انتظاری تا بکے

ایک جان پر میری ہے لاکھوں ستم میں کرونگا جاں نثاری تا بکے

عفو کر خالدؔ کے عصیاں یا کریم
سب سے حاصل شرمساری تا بکے

[1] کب تک

(105)

دل کو میرے صفا[1] کیا تونے عاشقِ مصطفیٰ کیا تونے
نہیں مانا میرا کہا تو نے دلِ مضطر یہ کیا کیا تونے
دل میں حُب علی کا بھڑکا کر طالبِ مرتضیٰ کیا تونے
شکر ہو کس طرح زباں سے ادا اُمتِ مصطفیٰ کیا تونے
جلوۂ ذات میں مٹا کے مجھے میری ہستی فنا کیا تونے
فضل سے اپنے ادنیٰ بندہ کو عارفِ با خدا کیا تونے
ہر تقید سے ذاتِ مطلق سے خود کو جلوہ نما کیا تونے
کبھی آیا نہ رحم سنگیں دل قصۂ غم سنا کیا تونے
بے وفا پر جفا[2] سے ائے خالدؔ
دل لگایا بُرا کیا تونے

[1] صاف (پاک) [2] زبردستی (بےوجہ)

(106)

جام وحدت پلادیا کس نے		مست و بیخود بنا دیا کس نے
میرا بگڑا ہوا مقدر تھا		لیکن اس کو بنادیا کس نے
کردیا محوِ حیرتِ دیدار		اپنا جلوہ دکھا دیا کس نے
عشق کی آگ دل میں بھڑکا کر		جل بجھے کو جلا دیا کس نے
چشمِ مشتاق میں تصور میں		شکل اپنی جما دیا کس نے
بہہ رہا ہے جو خون آنکھوں سے		قصۂ غم سنا دیا کس نے
چالِ مستانہ وار سے اپنی		شورِ محشر مچا دیا کس نے
صفحۂ ہستیِ دو عالم سے		نام میرا مٹاد دیا کس نے

تھے مسلمان عشق میں خالدؔ
تم کو کافر بنا دیا کس نے

(107)

مجھکو دیوانگی ہے چلے آیئے جان پر بن گئی ہے چلے آیئے
چشمِ رحمت سے اپنی ذرا دیکھئے معصیت منتی ہے چلے آیئے
سخت عاجز ہوں مضطر ہوں بیچین ہوں فضل اب واجبی ہے چلے آیئے
موت میری جو ہے ہجر ہے آپ کا وصل سے زندگی ہے چلے آیئے
میں ہوں بے ہوش مجھکو سنبھالو ذرا مجھکو وارفتگی ہے چلے آیئے
دستگیری میری اب تو فرمایئے تجھ سے وابستگی ہے چلے آیئے
سجدہ کرنا تجھے ہے عبادت میری بس یہی بندگی ہے چلے آیئے
خالدِ زار پر اپنے نظرِ کرم التجا آخری ہے چلے آیئے

خالدِ زار پر اپنے نظرِ کرم
بندہ پرور وجودیؒ چلے آیئے

108

کرم تھا آپکا جو آپ کی سرکار میں آئے
مؤدب سجدے کرتے آپ کے دربار میں آئے

خزاں کا کیوں گزر ہو اور بگاڑے بادِ صرصر کیا
بہارِ دائمی بنکر جو وہ گلزار میں آئے

بہت بیچین ہوکر اپنے دل کی اضطرابی سے
سکونِ دل کی خاطر کوچۂ دلدار میں آئے

اثر کیا خاک ہوتا اپنے پائے استقامت پر
بلا خوف و خطر ہم وادئِ پُر خار میں آئے

عنایت تیرے در کی ہے سخاوت تیرے گھر کی ہے
بنانے اپنی قسمت ہم تیری سرکار میں آئے

یہ سنتے ہیں دُرِ مقصود ہر سائل کو ملتا ہے
اسی اُمید پر دربارِ گوہر بار میں آئے

غضب کی تھیں تجلی ریزیاں اُن کی مگر خالدؔ
بہ ثبتِ ہوش ہم تو جلوہ گاہِ یار میں آئے

109

تیرا جو فضل و کرم بے نیاز ہوجائے
یہ تیرا بندہ بھی بندہ نواز ہوجائے

نظر سے اپنی جو اُٹھ جائے پردۂ غفلت
حقیقت آشنا چشمِ مجاز ہوجائے

فکر بھلا مجھے کیوں ہوگی دین و دنیا کی
جو کارفرما میرا کارساز ہوجائے

جہاں میں تیرے سخاوت کی دھوم ہے ہر سُو
یہ بندہ تیرا بھی اب سرفراز ہوجائے

قدومِ پاک پر سر رکھ کے فہمِ حق ہو جسے
بس اس سجود سے حاصل نماز ہوجائے

ہو دل میں جس کے تیری یاد زندہ دل ہے وہی
ہو سودا جس کو تیرا سرفراز ہوجائے

جدھر میں دیکھوں نظارہ ہی تیرا ہو مجھکو
یہ خود نظر میری آئینہ ساز ہوجائے

جھکادے اپنے کو قدموں پہ تاکہ پائے عروج
جو سر نگوں رہے وہ سرفراز ہوجائے

یہ دل نہیں میرے پہلو میں یاد ہے اُسکی
وہ دل ہے جسمیں مکینِ حق کا راز ہوجائے

جمال یار کا بس روبرو رہے خالدؔ
بس اتنی چشمِ کرم محوِ ناز ہوجائے

(110)

جو کچھ تھیں حسرتیں دل میں ہم انکو خود مٹا بیٹھے
تمہارے عشق میں ہم ہاتھ دنیا سے اُٹھا بیٹھے

چلے جب چالِ مستانہ تو لاکھوں ہوگئے مُردہ
کہے جب قُم بِاِذنِی وہ تو مُردوں کو جِلا بیٹھے

ہم اپنی نا مرادی پر ہی نازاں اور خرم ہیں
کہاں کی آرزو جب ہم خودی کو خود مٹا بیٹھے

ہوئے پوشیدہ تنزیہہ[1] میں خود ہی تشبیہ[2] سے ظاہر
خود ہی پردے میں جا بیٹھے خود ہی پردہ اُٹھا بیٹھے

مٹی دل سے دوئی جب اور اُٹھا آنکھوں سے جب پردہ
خود ہی دل میں سمائے وہ خود ہی آنکھوں میں آ بیٹھے

نکل کر گنجِ مخفی سے محمدؐ بن گئے خود ہی
محمدؐ نور سے پھر اپنے عالم کو بنا بیٹھے

کئے پیدا جب آدم کو محمدؐ ہی کی صورت میں
ہوئے مُضطر بنے ہر جائی سب میں جا بجا بیٹھے

پلائے خُم پہ خُم خالدؔ میں قربان کیفِ مستی کے
سخاوت پر کمر جب باندھی تو میخانہ لُٹا بیٹھے

[1] ذات [2] صفات

(111)

کسی کے روئے انور میں ہیں جو انداز کیا کہیئے
کسی کی بے نیازی کے یہ سب ہیں ناز کیا کہیئے

حقیقت بنکے سب کی سارے پردوں میں وہ چھپ بیٹھے
اسی باعث ہے دل میں اُن کا سوز و ساز کیا کہیئے

مرے دل میں ہے اُسکا درد ہوں زندہ اسی سے میں
یہی اک ہے میرا ہمراز اور دم ساز کیا کہیئے

کچھ ایسی مہرِ خاموشی لگادی عشق نے منہ پر
لبوں تک آ کے رہ جاتا ہے اُس کا راز کیا کہیئے

وہی رہتا ہے ہر دم غرقِ ہستی ہٹکے کثرت سے
اُڑادیں ہوش تو نے جس کے مستِ ناز کیا کہیئے

تخیل میں اُنہیں آتے ہوئے خود شرم آتی ہے
تصور میں ہے اُن کا کچھ عجب انداز کیا کہیئے

کوئی میکش نہیں اپنے میں خالدؔ اثر ساقی سے
دگرگوں [1] حالِ میخانہ ہے چشمِ ناز کیا کہیئے

[1] کچھ ایسا

112

آنکھیں ملا کے مجھ پر وہ جادو چلا گئے
ہوش و حواس میرے ٹھکانے لگا گئے

میں اُن سے اُن کو مانگ رہا تھا جنون میں
کونین[1] دے کے مجھ کو اُمیدیں دلا گئے

بگڑے مقدرات کی یہ شان دیکھنا
چشمِ کرم کی ایک نظر سے بنا گئے

اُن سے نہ عرض کرسکا ارمانِ دل میرے
کچھ ایسے بے حجاب میرے پاس آ گئے

دل دیکے میں نے مول لیا دردِ دائمی
وہ درد مند دل میں کچھ ایسے سما گئے

وصلِ صنم کا راز سراپا تھا دل میرا
پھر سوزِ ہجر کی یہ کیوں آتش لگا گئے

نام و نشان کچھ بھی نہ باقی رہا میرا
اُلفت میں اپنی مجھ کو وہ ایسے مٹا گئے

[1] دُنیا

وعدہ کیا تھا شرطِ وفا خوب تھی ادا
آنکھیں ملا کے مجھ سے وہ آنکھیں چرا گئے

اب کوئی راز راز نظر میں نہیں رہا
ہر اک حجاب آنکھوں سے میرے اُٹھا گئے

میرے تصور اور تخیل کا ہے کمال
آنکھوں میں آ کے وہ میرے دل میں سما گئے

خالدؔ کی زیست [1] اُن کی توجہ کا نام ہے
انجان ہو کے موت سے پہلے مٹا گئے

[1] زندگی

(113)

قلبِ مضطر[1] چشمِ گریاں[2] آہِ سوزاں[3] چاہیئے
عشق میں بس یار کے یہ ساز و ساماں چاہیئے

بڑھ گیا ہے درد حد سے اے مسیحا جلد آ
دردِ دل کا تیرے ہی ہاتھوں سے درماں[4] چاہیئے

ہے یہی میری تمنا ہے یہی میری دُعا
دل میں میرے تیری اُلفت تیرا ارماں چاہیئے

زار[5] ہے بے چین ہے بندہ تمہارا یا رسول
حالتِ خستہ پہ اُسکے لطف و احساں چاہیئے

دل شکستہ ہورہا ہے خالدِؔ خستہ بہت
فضل و احساں و کرم یا شاہِ جیلاں چاہیئے

[1] بے قرار [2] آنسو بھری [3] درد بھری [4] علاج [5] غم زدہ

(114)

مرنے میں مزا ہے نہ تو جینے میں مزا ہے عشاق کو ہر حال میں آفت ہے بلا ہے
بگڑی میری بن جائیگی بن جائیگی واللہ گر مجھ سے رضا مند میرا شمسؔ پیا ہے
رفتار سے گفتار سے مارا و جِلایا احسانِ مسیحا ہے نہ احسانِ قضا ہے
کچھ تو نگاہِ ناز غریبوں پر کرم کر بیمارِ محبت ابھی مر مر کے جیا ہے
رفتار سے مرنا تیری گفتار سے جینا عشاق کے حق میں یہ فنا ہے یہ بقا ہے
اے خواجۂ اجمیری ہماری بھی خبر ہے آ دیکھ غلاموں پہ ترے حشر مچا ہے
دن صبح قیامت ہے تو شب شامِ غریباں جس سے وہ مسیحائے زماں ہم سے خفا ہے
نالوں[1] میں اثر ہے نہ فغاں[2] میں میری تاثیر یوں جینے میں یارب میرے کیا خاک رکھا ہے
رونے میں کٹا دن تو تڑپنے میں کٹی رات یہ فائدہ اُلفت میں تیری ہمکو ملا ہے
میں شمسؔ پیا کی کروں تعریف نہ کیوں کر تقدیر سے قسمت سے نصیبوں سے ملا ہے

ہے آپکو خالدؔ کی خبر بھی کہ ہے کیونکر
مایوس ہے مرنے کے لئے بیٹھ رہا ہے

1۔ رونے 2۔ آہ بُکا

115

اُلفت کا تیرے سر میں سودا[1] بھرا ہوا ہے
آنکھوں میں میری تیرا نقشہ کھنچا ہوا ہے
تیغِ ادا کا جسکو چسکا لگا ہوا ہے
مرنے پہ مستعد ہے جی سے اُٹھا ہوا ہے
دیکھا ہے جس نے تجھکو میں کیا کہوں وہ کیا ہے
مرنے پہ مر رہا ہے بیخود بنا ہوا ہے
ایک جان کھو رہا ہے ایک جان دے رہا ہے
کوچہ میں تیرے ظالم محشر اُٹھا ہوا ہے
وہ مہربان نہ ہوگا رحم آئے گا نہ اُس کو
مجھ کو بتادے یا رب قسمت میں کیا لکھا ہے
صحرا سے کچھ غرض ہے گلشن سے ہے نہ مطلب
زلفِ سیاہ کا سودا سر میں بھرا ہوا ہے
بُستاں[2] میں خاک جاکر لالہ[3] کی سیر دیکھیں
داغوں سے دل ہمارا گلشن بنا ہوا ہے
مشہور ہے جہاں میں تجھ میں جو خوبیاں ہیں
جَور و جفا کا تیرے ڈنکا بجا ہوا ہے

[1] جنون [2] گلشن [3] پھولوں

دستِ جنوں کی ہوگی کیسی دراز دستی
دامانِ دشتِ وحشت یا رب پھٹا ہوا ہے
کیا خبر آشیاں کی مجھکو، پڑی ہے جان کی
صیاد[1] سے الٰہی گلچیں[2] ملا ہوا ہے
کیسی بہار آئی خانہ خراب کردی
پُرزے ہوا گریباں دامن پھٹا ہوا ہے
مرتا ہے کوئی تجھ پر مٹتا ہے کوئی تجھ پر
میں کیا ہوں سب زمانہ تجھ پر مٹا ہوا ہے
بس تیری جستجو ہے مرنے کی آرزو ہے
پہلو میں دل ہمارا بجلی بنا ہوا ہے
دی قیسِ عامری نے جانِ عزیز اپنی
صحرا تمام یارب سُونا پڑا ہوا ہے
تصویرِ یار دل میں اپنے کھنچی ہوئی ہے
آنکھوں میں رات دن اب نقشہ بندھا ہوا ہے
مشہور ہے جہاں میں پہچانتے ہو تم بھی
خالدؔ ہے نام اُس کا تم پر مٹا ہوا ہے

[1] شکاری [2] باغباں

116

دونوں جگ میں مقام میرا ہے دین و دنیا میں نام میرا ہے
آپ کیا جانیں کب ادھر آئیں اب تو حصہ تمام میرا ہے
اُلفتِ غیر میں رہا مشغول یہ گناہ لا کلام میرا ہے
سب کا حصہ تھا مل چکا سب کو ہاتھ میں جام میرا ہے
میں گدا ہوں غریب ہوں اور وہ شہِ عالی مقام میرا ہے
میں ہوں مشہور تیرا شیدائی قصہ ہر اک میں عام میرا ہے
محوِ دیدار یار رہتا ہوں یہ شب و روز کام میرا ہے
فضل کر مجھ پر پوچھتا کیا ہے
خالدِؔ خستہ نام میرا ہے

117

جو تم ہو میرے تو سارا جہاں میرا ہے
یہ عرش و لوح و قلم لامکاں میرا ہے

نہاں ہوں اس میں ظاہر ہوا ہے وہ مجھ میں
یہ ایں و آں یہ مکان و زمان میرا ہے

یہ سر ہے اُس کا یہ دل اُس کا جسم ہے اُس کا
یہ جان اُس کی ہے جانانِ جان میرا ہے

غبارِ راہ ہوں اور منزلِ قیام ہوں میں
صدائے جرس ہوں اور کاروان میرا ہے

ہے قلب میں میرے خالدؔ اُسی کا ہی مسکن
تخیل اور تصور میں دھیان میرا ہے

118

میرے دل میں تو ہی تو ہے مکیں، مجھے تیرا ہی تو خیال ہے
میری چشم ہے تیری جلوہ گاہ، میری دید تیرا جمال ہے

میں نہیں ہوں واللہ نہیں ہوں میں، میری نیستی تیری ہستی ہے
میں بتاؤں کیا تجھے جانِ جاں، میں کہاں ہوں کیا مرا حال ہے

تیری آرزو میری زندگی، تیری یاد میری ہے بندگی
میری جستجو تیرا ہجر ہے، میرا وصل تیرا وصال ہے

میرے جذبِ عشق کا ہے اثر، اُنہیں کھینچ لایا ہے بزم میں
جو مقیم گنجِ خفیٰ میں تھے، سرِ بزم اُن کا جمال ہے

تیری شان سب سے غنی رہی، تیری ذات سب سے دھنی رہی
میری بندگی تجھے پا گئی میرا عجز تیرا کمال ہے

جو تھا راز فاش وہ ہوگیا' جو چھپا ہوا تھا حجاب میں
کہا کُن تو ہوگئی کائنات' تیری شان جلِ و جلال ہے

میرا حالِ زار نہ پوچھیئے' جو تیرے فراق میں ہوگیا
تیرا اختیار جو تو کرے' میری زندگی کا سوال ہے

میں بُرا ہوں سب سے برا ہوں میں' میری لاج آپ ہی کے ہاتھ ہے
رکھو لاج خالدؔ زار کی' کہوں میں کیا میری مجال ہے

119

نہیں مجھکو کسی کی بھی جستجو، نہ کسی کے در کی تلاش ہے
کہ جہاں میں عبدِ محضؐ[1] ہیں جو، اُسی اک بشر کی تلاش ہے

میرے دل کا حال نہ پوچھئے ہے جہاں کا درد لئے ہوئے
جو سراپا درد بنادیا، اُسی چارہ گر کی تلاش ہے

میرے دل میں اتنی ہیں وسعتیں، ہیں جہان کی ساری مصیبتیں
جو کہ حشر اس میں بپا کیا، اُسی فتنہ گر کی تلاش ہے

یوں تو جلوہ اس کا ہے چار سُو، ہیں اسی کی ساری نمائشیں
میری جان جس کی ہے جلوہ گاہ، اُسی جلوہ گر کی تلاش ہے

وہ جو سامنے ہیں میرے تو بس، نہیں دل میں کوئی بھی رنج و غم
نہ تو دردِ دل کا اثر ہے کچھ، نہ کسی اثر کی تلاش ہے

کچھ عجب سحر نظر میں تھا، کیا وہ اثر کے میں کھوگیا
میری دنیا لوٹ لیا ہے جو، اُسی جادو گر کی تلاش ہے

مرا دل ہے اُس کا ہی آئینہ، ہے اُسی کا عکس ہی رونما
مجھے اپنا بندہ جو کرلیا، اُس بندہ گر کی تلاش ہے

وہ تو ایک بندۂ عاصی تھا جو، تھا مردہ دل کو لئے ہوئے
کیا زندہ خالدِ زار کو، اُسی اک نظر کی تلاش ہے

[1] رسول اللہؐ

(120)

عشاق کی نظروں سے چھپ کر وہ آنکھ لڑانا بھول گئے
تھا اپنا نشیمن [1] جلنے کو کیوں بجلی گرانا بھول گئے

ان مست نگاہوں کے صدقے، مستی میں بھی اُن کا ہوش رہا
وہ جام پلاکر نظروں سے، مرے ہوش اُڑانا بھول گئے

جب سے کہ محبت اُن سے ہوئی، باقی نہ کسی کا ہوش رہا
کچھ ایسے ہوئے مست اور بیخود، ہم ہوش میں آنا بھول گئے

جب لڑ گئی ان سے اپنی نظر، کچھ ایسا ہوا جادو کا اثر
کچھ ایسا چلایا ہم پہ سحر، ہم خود کو بچانا بھول گئے

وہ چال تھی ایسی متوالی، جو رَوند دی دونوں عالم کو
ہم مٹ گئے نقشِ پا کی طرح، سر در سے اُٹھانا بھول گئے

ہے عشقِ صنم کا کتنا اثر، جو ہم کو بنایا دیوانہ
آخر میں اُسی میں ضم ہوکر، ہم اپنے کو پانا بھول گئے

کیا ولولہ جوشِ عشق کا تھا، خالدؔ کو جذبِ یار کیا
ہم خود کو نہ پاکر اپنے میں، خود اپنا ٹھکانہ بھول گئے

[1] گھر مکان (جسم)

(121)

حُسن عریاں نہیں تو پھر کیا ہے چشم حیراں نہیں تو پھر کیا ہے
ہے جو میرے نیاز میں پیدا نازِ جاناں نہیں تو پھر کیا ہے
دل میں رہ رہ کے جو کھٹکتا ہے خارِ ارماں نہیں تو پھر کیا ہے
کار فرمائے جسم و دل جو ہے تو میری جاں نہیں تو پھر کیا ہے
تیری فرقت[1] میں سوزِ پیہم[2] سے چشم گریاں[3] نہیں تو پھر کیا ہے
دل ہے کیوں مبتلائے رنج و الم توجو انجان نہیں تو پھر کیا ہے
داغِ دل پھول بنکے کِھلتے ہیں یہ گلستان نہیں تو پھر کیا ہے
سوزِ غم اور دردِ دل کا میرے تو جو درماں نہیں تو پھر کیا ہے
چشمِ رحمت نے میٹ دی ظلمت رب کا احساں نہیں تو پھر کیا ہے
صورتِ اشک میری آنکھوں میں درد پنہاں نہیں تو پھر کیا ہے

دھوکا مت کھا تو رب کو رب ہی سمجھ
خالدؔ انساں نہیں تو پھر کیا ہے

[1] جدائی [2] ساتھ [3] روتی (نم)

(122)

حُسنِ پروردگار تم سے ہے — عشق خود کامگار[1] تم سے ہے
تم پہ موقوف میری موت و حیات — میرا دارومدار تم سے ہے
تم سے اُلفت جو ہوگئی تو پھر — اضطراب و قرار تم سے ہے
پاگئی کس قدر عروج و کمال — میری مشتِ غبار تم سے ہے
بن گیا کیسا اچھا باغ و چمن — داغِ دل کی بہار تم سے ہے
زلفِ عنبر و روئے انورِ یار — میری لیل و نہار تم سے ہے
دل میں میرے ہے کیفِ بے کیفی — نشۂ بے خمار تم سے ہے
ہر تقید حجابِ دید بنا — پردہ بے پردہ دار تم سے ہے
میری عزت تمہاری عزت ہے — آبرو برقرار تم سے ہے
بے نیازئ عشق میں بھی مجھے — تم سے نسبت ہے پیار تم سے ہے
راز کوئی نہیں تمہارے سوا — پردہ خود رازدار تم سے ہے
تم ہی فریاد رس ہو بیکس کے — میرے دل کی پکار تم سے ہے

دُور رکھو ہر اک سے پاس اپنے
خالدِؔ غمگسار تم سے ہے

[1] کارفرما

123

مشتاق میں اِدھر' وہ اُدھر مستِ ناز ہے
میں ہوں نیاز مند' تو وہ بے نیاز ہے
اُنکے قدومِ پاک ہوں' اپنا سرِ نیاز
جس کو نماز کہتے ہیں' یہ وہ نماز ہے
بربادِ عشق تیرا جو ہے' وہ ہے سرخرو
جو پائمال تیرا ہے' وہ سرفراز ہے
فتنے اُٹھیں گے میں جو' حقیقت کی گر کہوں
دل میں چھپا ہوا میرے' اک ایسا راز ہے
صورت بغیر کیسے' حقیقت کا ہو ظہور
بندہ کو دیکھ غور سے' بندہ نواز ہے
کرتا ہوں سوچ سوچ کہ' عصیاں میں اس لئے
مجھ کو کسی کی بندہ نوازی پہ ناز ہے
خالدؔ خدا کا غیر نہیں ہے خدا گواہ
یعنے مجاز ہی تو حقیقت کا راز ہے

124

ہے چلن مستانہ اپنا اور روش رندانہ ہے
شیشۂ مئے ہے بغل میں ہاتھ میں پیمانہ ہے
صبح سے تا شام حاصل جلوۂ جانانہ ہے
مہربانی ہم پہ ایسی یار کی روزانہ ہے
خوفِ دوزخ شوقِ جنت کچھ نہیں آزاد ہے
طالبِ مولا کی شانِ زندگی مردانہ ہے
درمیانِ خوف و رِجا کے ہے صراطِ مستقیم
فی الحقیقت جو میری دونوں سے فرزانہ ہے
غیر نے سجدہ عبودیت کا دیکھا ہے کہاں
تجھ پہ مر مٹنا تو یہ اک سجدۂ شکرانہ ہے
کام لے چشمِ بصیرت سے ابھی کھل جائے راز
کفر ہی اسلام کا ایمان کا بیعانہ ہے
کیا غرض کعبہ سے ہے کیا کام بتخانہ سے ہے
سامنے اپنے ہمیشہ کوچۂ جانانہ ہے
اک نگاہِ لطف کیجئے خواجہؒ اجمیر اب
در پہ استادہ تمہارے خالدؔ دیوانہ ہے

125

دردِ دل جب کہ میرا حد سے سوا ہوتا ہے
خود بخود درد میرا میری دوا ہوتا ہے

ٹکڑے دل ہوتا ہے دامن بھی پھٹا ہوتا ہے
ہجر میں یار کے یہ حال میرا ہوتا ہے

پوچھتے مجھ سے ہو کیا عشق میں کیا ہوتا ہے
پردۂ عشق میں عاشق ہی چھپا ہوتا ہے

جب مقابل میں میرے یار مرا ہوتا ہے
خود بخود رنج و الم دل سے جدا ہوتا ہے

ناصحا تیرے نصائح سے بھلا تو ہی بتا
دُور سر سے کہیں اُلفت کا نشہ ہوتا ہے

مثلِ منصور انا الحق کی صدا کرتا ہے
اُٹھ گیا پردہ خودی کا تو خدا ہوتا ہے

اپنے افعال کو جب کوئی، خدا کے سمجھے
کام اُس شخص سے اچھا نہ برا ہوتا ہے

مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے بندہ تیرا
شکر ہے اُس پہ نہ احسانِ قضا ہوتا ہے

سامنے آتے ہی رکھ دیتا ہوں سر قدموں پر
اس عبادت سے میرا سجدہ ادا ہوتا ہے

دیکھتا ہوں میں جدھر آتا ہے ہر شئے میں نظر
یار کا نقشہ جو آنکھوں میں کھنچا ہوتا ہے

زاہدِ خشک حقیقت کو سمجھتا کیا ہے
پردۂ عبد میں رب جلوہ نما ہوتا ہے

یار ہے مجھ میں نہاں جیسے کہ بُو ہے گُل میں
دل میں آنکھوں میں میرا یار بسا ہوتا ہے

ٹکڑے دل پُرزے جگر لب پہ میرے آہ وفغاں
فرقتِ یار میں یوں حال میرا ہوتا ہے

وہ کھڑے تیغ بکف میں ہوں جھکائے گردن
وار کے ساتھ ہی پھر سجدہ ادا ہوتا ہے

وصل ہوگا تجھے اک دن مہہ خوباں نصیب
صبر کر صبر کر اب فضلِ خدا ہوتا ہے

نہیں کہنا' تو نہیں شانِ سخاوت کی دلیل
ہاں کہو' آپ تو خالدؔ کا بھلا ہوتا ہے

126

وہ مستِ مئے بے کیف ہیں، ہم بے جام پیٔے کے مستی ہے
متوالی تمہاری آنکھوں سے، وحدت کی شراب برستی ہے

کونین سراپا ساقی ہے، ہر اک ہے چشمِ مست سے مست
عالم ہے سراپا میخانہ، ہر شئے سے شراب برستی ہے

وہ مست ہیں اپنی مستی میں، جب ہی تو ہے ہر میخوار بھی مست
باقی نہیں کوئی مستی سے، جو سمجھ سکے کیا مستی ہے

وہ ساتھ ہمارے ہے ہر دم، کیوں ہجر کا صدمہ کیسا غم
جس جا پہ ہے وہ اسی جا پہ ہیں ہم، پھر تو نہ بلندی پستی ہے

خالدؔ ہے تُو خادم جس در کا، اُس در پہ فدا ہر دم رہنا
صدقہ ہے وجودیؒ کا جو ملا، بہ طفیلِ پیر پرستی ہے

127

کون کس کے سامنے ہے کون کس کے دل میں ہے
جو سمجھ سکتا نہیں اِسکو وہ بڑی مشکل میں ہے

کیا بتاوں کون ہوں کیا ہوں سراپا کس کا ہوں
جلوہ اس کا ہے میری آنکھوں میں نقشہ دل میں ہے

اپنی لیلیٰ حقیقی کی ہے گر تجھ کو تلاش
غور سے تو دیکھ اُسکو وہ تو ہر محمل میں ہے

اے مسیحائے زماں چشمِ کرم بر حالِ زار
اب سکت کچھ بھی نہ تیرے خالدِ بسمل میں ہے

128

سوا تیرے کوئی سہارا نہیں ہے
بجز تیرے در کے گزارا نہیں ہے
میرے حالِ خستہ پہ نظرِ کرم ہو
یہ کیا آپ پر آشکارا نہیں ہے
میں جان اپنی دے کر تمہیں پالیا ہوں
میرا کوئی دنیا میں پیارا نہیں ہے
میں ہر وقت ہر ایک مشکل میں اپنی
بتاؤ تمہیں کیا پکارا نہیں ہے
میرا دل سراپا ہے دردِ محبت
سکون کوئی اس کو گوارا نہیں ہے
فقط ایک تم ہی ہو ہم بیکسوں کے
جہاں میں تو کوئی ہمارا نہیں ہے
تمہارا ہی کافی ہے ہم کو وسیلہ
خدا کا نہیں جو تمہارا نہیں ہے
بگڑتے ہوئے بنتے جاتے ہیں خالدؔ
انہیں آپ نے کیا سنوارا نہیں ہے

129

کچھ عجب لطفِ زندگانی ہے　　زندگی اپنی اک کہانی ہے
جلوۂ یار ہے تحیر خیز　　سارے اخیار نے یہ مانی ہے
چشمِ حیرت ہے محوِ دید ایسی　　سب حقیقت ہی کی نشانی ہے
نیاز حاصل ہے ناز کی صورت　　ناز کی بھی تو کامرانی ہے
جان دے کر میں پالیا تجھ کو　　میرا تو ایک ہی تو جانی ہے
ہر ادا پہ فدا میں جان کیا　　ہر تقید بہ حکمرانی ہے
ہر مشبّہ[1] سے تو منزّہ[2] ہے　　نہ مقابل تیرا نہ ثانی ہے
موت سے کیا غرض تجھے خالدؔ
عمر تیری تو جاودانی[3] ہے

[1] تعین [2] لاتعین (آزاد) [3] زندۂ جاوید

130

عشق کا راز مجھے فاش نظر آتا ہے
جلوۂ حُسن جو ہر ایک پہ چھا جاتا ہے

کوئی کیا جانے کہ وہ کیا ہے، کہاں ہے، کیسا
مجھ میں رہ رہ کے وہ جب مجھ سے ہی شرماتا ہے

بندہ اس کا ہوں جو ہیں عبدِ محض دنیا میں
اُسی نسبت سے تو حق، حق ہی کو مل جاتا ہے

دل میں رہتے ہوئے، آنکھوں میں سما بیٹھے ہیں
اس تخیل سے تصور میں وہ آجاتا ہے

جانتا کچھ بھی نہیں، کیا ہے وضو کیسی نماز
سامنے آتے ہی وہ سر میرا جھک جاتا ہے

وہ کے ہر ایک سے منزّہ و مشبّہ ہو کر
سب میں الآن [1] وہ رہتا بھی ہے اور آتا ہے

دل میں اس کے ہے وہی جو ہے نہاں نظروں میں
خالدِ زار میں وہ خود ہی تو چھپ جاتا ہے

[1] ہر وقت (ہمیشہ)

131

دل کو اپنے عشق کا ایسا لگا آزار[1] ہے
اب صحت ممکن نہیں ہے زندگی دشوار ہے

آپ کے در کی ہی دربانی سے عزت پالیا
فخر ہے یہ آپ کا ادنیٰ سگِ دربار ہے

آپ کی جلوہ نمائی، زندگانی اُس کی ہے
مر مٹا اُلفت میں جو اور زیست سے بیزار ہے

آپ کی دُھن، ہے تخیل میں، تصور آپ کا
اب کرم کرنا کہ یہ مدت ہوئی لاچار ہے

لاج رکھ لینا خدا کے واسطے دارین[2] میں
رحم فرمانا کہ خالدؔ آپ کا سرکار ہے

[1] بیماری (روگ) [2] دونوں جہاں

خیالستانِ خالدؔ

رُباعیاتِ خالدؔ

①

آتی نہیں کھوئی ہوئی دولت واپس — جاتی نہیں ہے دی ہوئی ذلت واپس
اللہ نے چاہا تو بڑی بات نہیں — مل جاتی ہے کھوئی ہوئی عزت واپس

②

مخمور ہیں سرشار ہیں دولت والے — مغرور ہیں بدمست ہیں عزت والے
جانے بھی دوان لوگوں سے کیا کام ہمیں — اللہ کو مرغوب ہیں غربت والے

③

عزت نہیں گر لاکھ دیں دنیا والے — عظمت نہیں گر لاکھ دیں دنیا والے
عزت وہی عزت ہے جو اللہ نے دی — ذلت نہیں گر لاکھ دیں دنیاوالے

④

عزت جسے کہتے ہیں وہ عزت کیا ہے — عظمت جسے کہتے ہیں وہ عظمت کیا ہے
عزت ہے اُسی کی جو ہے مقبولِ خدا — ذلت جسے کہتے ہیں وہ ذلت کیا ہے

⑤

عزت جو دیں یہ لوگ تو ذلت ہے میری — ذلت جو دے عالَم تو یہ عزت ہے میری
عالَم ہو میرا دست جو ہو فضلِ خدا — عظمت جسے کہتے ہیں یہ عظمت ہے میری

⑥

اللہ دے عزت نہ مٹا سکتا کوئی — ذلت کا دھبہ نہ لگا سکتا کوئی
دنیا میں خدا جس کو دیدے عظمت — پھر اُسکو ذلیل کس طرح بنا سکتا کوئی

(7)

عزت میری اللہ کی قدرت میں ہے
ذلت میری اللہ کی قدررت میں ہے
دنیا کے ان کٹ پتلوں کے ہاتھوں میں ہے کیا
قسمت میری اللہ کی قدرت میں ہے

(8)

دنیا کرے عظمت نہیں کچھ اس سے غرض
مخلوق دے ذلت نہیں کچھ اس سے غرض
منت کشِ عالَم نہیں عزت میری
عالَم جو دے عزت نہیں کچھ اس سے غرض

(9)

گر مجھ کو ذلیل عبدِ خدا کوئی کہے گو خوار و خستہ و گدا کوئی کہے
محبوبِ خدا کا ہوں میں اک دیوانہ پروا نہیں گر لاکھ بُرا کوئی کہے

(10)

مجھ کو نہیں کچھ عزت و خواری سے کام عصیاں سے نہ دنیا کی نکوکاری سے کام
ہوں مست شرابِ حبِ نبیؐ پی پی کر بیخود کو نہیں ہے اس دنیاداری سے کام

(11)

ہو عمر دراز ساقیٔ میخانہ کی اور حشر تک گردش رہے پیمانہ کی
دے جام پہ جام ایسا کہ بیخود کردے رکھ لاج خدا کے لئے مستانہ کی

(12)

بندہ کا وسیلہ نہیں جز تیرے کوئی / دارین میں تیرا ہی سہارا ہے نبیؐ
خالدؔ ہے تیرے فضل و کرم کا محتاج / تو اگر چاہے تو بن جائیگی بگڑی میری

(13)

صد ناز ہے مُولا میرا طیبہ کا دھنی ہے / بندہ ہوں میں اُن کا جو کہ اُمی لقبی ہے
مخمورِ محبت کو نہیں کام کسی سے / پیمانہ دل میں ہے بھرا حُب نبیؐ ہے

(14)

اللہ کے محبوب سے الفت کرے بندہ / بندہ کو محبت کرے اللہ بھی واللہ
وہ دل نہیں جس دل میں نہو حُب محمدؐ / وہ سر نہیں سودا نہیں جس سر میں نبیؐ کا

(15)

سخت یہ بے ادب ہیں ملحد[1] یا رب / ہے حُسنِ شفاعت پہ انہیں ضد یا رب
دوزخ کو ذرا اور بھی وسعت دیدے / پھیلے ہیں بہت غیر مقلد یا رب

(16)

جام پی ایسا کہ پستی نہ رہے / مست ہو ایسا کہ مستی نہ رہے
نیست ہو ایسا کہ نابود نہ ہو / ہست ہو ایسا کہ ہستی نہ رہے

(17)

یا غوث بہت عاجز و بیمار ہوں میں / رنجوں میں بلاؤں میں گرفتار ہوں میں
کچھ فضل و کرم یا شہ جیلاں کیجئے / تم قادر و مختار ہیں نا چار ہوں میں

[1] الحاد میں مبتلا (Hypocrasy)

(18)

دھرتا کوئی حرف نِکوکاروں پر پھٹکار ہے سبکی تو خطاواروں پر
بخشو جو نہ تم رحمتِ عالَم ہو کر پھر کون کرے رحم گنہگاروں پر

(19)

اپنے کو ہی خود ہی آپ ڈبو دیتا ہوں یوں عمر گناہوں میں جو کھو دیتا ہوں
گو عشق نہیں آپ سے یا شاہِ اُمم یاد آپ کی کرتا ہوں تو رُو دیتا ہوں

(20)

سردار نبیوں کے خدا کے پیارے قربان ملک حور و بشر ہیں سارے
تم سے ہے نبیوں کو بھلا کیا نسبت تم چاند نبوت کے ہو سب ہیں تارے

(21)

ہمت جو ہو تکلیف بھی راحت ہو جائے سب ختم ابھی دُور مصیبت ہو جائے
پیچھے نہ ہٹو نہ استقامت چھوڑو ہونی ہے قیامت تو قیامت ہو جائے

(22)

عالَم میں سزاوارِ سیادت[1] ہم تھے تابع تھے سبھی، جانِ سیاست ہم تھے
اب کیا ہیں ذلیل خوار عاجز مفلس دنیا میں کبھی آیت[2] رحمت ہم تھے

(23)

ہم قوم کے سردار تھے ہادی ہم تھے اور مانعِ ہر دست درازی ہم تھے
ہم میں تھی وہ خوبی کہ جہاں تابع تھا اس طرح سے پہلے تو نہ پاجی ہم تھے

[1] سرداری (خلیفہ و حاکم) [2] نشانی

(24)

اِس طرزِ جدید میں بکھیڑا ہی رہا — آمد تو نہیں خرچ کا جھگڑا ہی رہا
شہرت تھی نئی روشنی پھیلی ہے بہت — جب غور سے دیکھا تو اندھیرا ہی رہا

(25)

گردن پہ ہے مفلر تو حلق میں کالر — پھر اسکے سوا ٹائی ہے گلے میں خوشتر
کیا شکل ہے انگلش کے پرستاروں کی — حق ہے انہیں لندن کو کریں سجدہ گر

(26)

اے خواجۂ اجمیر کے پیارے خواجہ — اے سید و سردار ہمارے خواجہ
بگڑے ہوے سب کام ہیں اس خالدؔ کے — اب تُو ہی سنوارے تو سنوارے خواجہ

(27)

تشبیہ[1] سے تنزیہہ[2] کا ہے یہ منشا — حد میں نہ شریعت کے ہوں فتنے برپا
توحیدِ وجودی کا ہے معنی بس یہ — اللہ ہے اللہ تُو بندہ بندہ

(28)

دنیا میں نہ یوں محوِ تماشہ بنجا — سودازدۂ[3] خواہشِ بیجا بنجا
گر مرد ہے تو کام بھی مردانہ کر — بننا ہو تو ہم صورتِ مُولا بنجا

[1] تعین (بندہ) [2] اطلاق (خدا) [3] دیوانہ (جنون)

29

فانی کا نشاں ہے نہ رہے گا نہ رہے کیا فائدہ ہم جو رہے یا نہ رہے
ایسے مئے عرفاں کے چڑھا جام پہ جام اطلاق وتعین کا بھی جھگڑا نہ رہے

30

بہتر ہوں زمانہ میں مجدد ہوں میں پچھلوں کی تمناؤں کا مقصد ہوں میں
اللہ رے تقدیر مقدر یہ ہے بندہ ہوں گدازادۂ احمدؐ ہوں میں

31

دل مجھکو ملا ہے جان کھونے کے لئے آنکھیں جوملیں ہیں' تو ہیں رونے کیلئے
سب کام خدا کے ہیں شکایت کیا ہے تقدیر ملی بھی تو ہے سونے کیلئے

32

مسرور ہیں دل شاد ہیں دولت والے نازاں ہیں مفخر ہیں حکومت والے
ہمکو ہے اگر ناز تو اس بات پر ہے کہلاتے ہیں تیرے سبھی غیرت والے

33

میں ہوں جو سمجھتے ہیں' جہالت والے چھوڑو بھی انہیں یہ ہیں' ضلالت والے
حق حق کے سوا غیر سمجھتے کب ہیں جو لوگ کہ ہیں علم حقیقت والے

34

کس طرح حقیقت میں تغیر ہوگا کیونکر بھلا بنجائیگا بندہ مُولا
توحیدِ وجودی کا یہی ہے منشا اللہ اللہ ہے تُو بندہ بندہ

(35)

مرجاؤنگا لیکن نہ قدم چھوڑوں گا تا حشر نہ مُنھ اپنا کبھی موڑونگا
اپنا سگِ درگاہ سمجھنا مجھ کو سنگِ درِ عالی ہی پہ دم توڑونگا

(36)

اے خواجۂ اجمیر کرم کر مجھ پر قسمت کو جگادے تو لگا کر ٹھوکر
ہوتی ہے غریبوں پہ عنایت تیری مجھ بیکس و عاجز پہ بھی ہوجائے نظر

(37)

ہوتی نہیں یہ کسی کی دُنیا ہر اک کو ملی خودی کی دُنیا
جب نیست[1] ہوا خدا کو پایا باقی رہی بیخودی کی دُنیا

(38)

معدنِ سارے تعینات ہے دُنیا مخزنِ جملہ کائینات ہے دُنیا
غفلت نہ ہو جب خدا سے ہم کو مظہرِ ذات و صفات ہے دُنیا

(39)

غفلت، یہ ہماری دُنیا خود ہے یہ غیریت ساری، دُنیا خود ہے
ہوجائے حضوری تو یہ دنیا ہے دین یہ تشریک تمہاری دُنیا خود ہے

[1] فنا

40

محبوبِ خدا فخرِ رُسل عِزّ عرب — ہیں آپ کی خدمت میں ملائک باادب
بیگانہ یگانہ تو پرائے اپنے — کرتے ہیں غلام پر بہت قہر وغضب

41

شہنشاہِ بغداد یہ فریاد ہے اب — مجھ پر نئ بیداد[1] پر بیداد ہے اب
کس سے کروں فریاد بجز آپ کے — یہ گنبدِ گردان[2] بھی تو جلاد ہے اب

42

اے ماہِ شریعت تیرے صدقے قربان — اے شمسِ طریقت تیرے صدقے قربان
قطرہ سے بنایا مجھے دریا تونے — اے قطبِ حقیقت تیرے صدقے قربان

43

اے کعبۂ اربابِ وفا شمس پیا — اے قبلۂ اصحابِ صفا شمس پیا
کس نام سے یا پیر پکارے خالد — اے ھاریٔ مردانِ خدا شمس پیا

44

آ سامنے آ دل کے لُبھانے والے — عشاق سے چہرہ کو چھپانے والے
رفتار سے پھر مجھکو جِلا دینا تو — جبر اب تو مٹا مجھکو مٹانے والے

45

فریاد و فغاں[3] اور یہ زاری[4] کب تک — تقدیر میں یوں لت وخواری کب تک
مشہور ہے عالَم میں عنایت تیری — اس طرح کٹے عمر ہماری کب تک

[1] آفت [2] آسمان [3] آہ وبکا [4] رونا

46

کیا عرض کروں رام کہانی میری — تکلیف میں کٹتی ہے جوانی میری
یہ کرب[1] یہ الجھن یہ تڑپ صد افسوس — ارمان بھری ہے زندگانی میری

47

قطرہ کو اگر چاہے تو دریا کردے — اسفل[2] کو ابھی دم میں تُو اعلیٰ کردے
میری بھی تمنا ہے تمنا ہے یہی — اک بندۂ ناچیز ہوں مُولیٰ کردے

48

اُلفت میں محبت میں مٹادے مجھکو — اور دید میں دیوانہ بنادے مجھکو
صدقے سے نبیؐ کے میرے خلاقِ جہاں — کِھلنا گلِ مقصد کا دکھادے مجھکو

49

لِلّٰہ گرفتارِ محبت کردے — تقدیر میں میرے میری قسمت کردے
کیا عرض کروں میری تمنا کیا ہے — پیالہ مئے اُلفت کا عنایت کردے

50

کعبہ کا کلیسا کا طلبگار نہ بن — موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار نہ بن
رہ مست الست مَنْ تَرَانِی[3] میں مدام[4] — مجبور نہ بن اور تو مختار نہ بن

51

کرنا نہ عبادت نہ اطاعت پر ناز — کر کسب پہ اپنے نہ ریاضت پر ناز
مجہول[5] ہے خاتمہ[6] تو پھر دعویٰ کیا — کرنا ہے تو کر حُسنِ شفاعت پر ناز

۱ تکلیف ۲ کمتر ۳ اپنی نفی (من عرف نفسہ) ۴ ہر گھڑی ۵ گم نام ۶ حشر

(52)

کافر کی طرح تو نہ خود آرا[1] بن جا دنیا میں نہ دنیا کا تماشہ بن جا
مومن سہی دیندار سہی تو لیکن توحید کا قائل ہے تو یکتا بن جا

(53)

اصلاً نہیں حالت سے ہمارے آگاہ دشنام[2] دیا کرتے ہیں جو شام و پگاہ[3]
اس پر ہے انہیں ناز کہ ہیں اہلِ حدیث لَا حَولَ وَلَا قُوَّتَ اِلَّا بِالله

(54)

اسلام میں محمود ہیں اوصاف سب ہی اِس حُسنِ خداداد سے ہر قوم دبی
آپ اپنی نہ کی قدر مسلمانوں نے شاہی گئی دولت گئی توقیر گئی

(55)

فریاد سُن اے مظہرِ اسرارِ خدا اے معدنِ الطاف عطا جُود و سخا
میں بھی ہوں مریدوں میں غلاموں میں تیرے مجھ پر نگہِ لطف کر اب شمسؔ پیا

(56)

میں کیا ہوں ملائک سے بھی بہتر ہوں میں ہم چشمِ خضر اشکِ سکندر ہوں میں
ظاہر میرا رتبۂ عالی خالدؔ پروردۂ سرکارِ پیمبر ہوں میں

(57)

جھگڑا ہے ابھی قطرہ نہ دریا بن جائے ہے شرک ابھی بندہ نہ مولا بن جائے
الحاق و تعین میں بھی آزادی نہیں باقی نہ رہے کچھ بھی کچھ ایسا بن جائے

[1] خود پسند (خود پرست) [2] گالیاں [3] صبح شام

(58)

ہفتے بھی مہینے بھی گزر جاتے ہیں پیدا کوئی ہوتے ہیں کوئی مرجاتے ہیں
اِس آمد و شد کا نہ کھلا حال بھی کچھ آتے ہیں کدھر سے یہ کدھر جاتے ہیں

(59)

اللہ کے دلدار و دلارے خواجہ مطلوبِ خدا عرش کے تارے خواجہ
مرتا ہے غمِ شدید سے یہ خالدِؒ زار لِلّٰہ خیر کیجئے پیارے خواجہ

(60)

مردود ہیں بے شبہ وہابی گمرہ جھوٹے ہیں نہیں رکھتے حدیثوں پہ نگاہ
شیطان ہیں شیطان ہیں شیطان ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّتَ اِلَّا بِاللہ

قطعات

(61)

چراغِ دکن گلعذار دکن ہیں گُل افشانِ عالم بہارِ دکن ہیں
ہوا نظم و نسقِ دکن سارا بہتر یہ قطبِ دکن ذوالفقارِ دکن ہیں

(62)

کیفیتِ چشمِ مست کوئی کیا جانے لذتِ جامِ من الست کوئی کیا جانے
میرا دل جانے یا اُنکی مست نگاہ میں نیست سے ہوگیا ہست کوئی کیا جانے

(63)

مرکزِ کائینات ہیں آپؐ جلوۂ ات و صفات ہیں آپؐ
آپ کا وجود ہی ہے موجود یہ سارے موجودات ہیں آپؐ

(64)

آپؐ نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا آپؐ کے ہونے سے سب کچھ ہوا
باعثِ تخلیق عالم شان تیری آپؐ کا نور سب کو پیدا کیا

(65)

عشق کا راز جو کچھ بھی تھا بتاؤں کیا فاش حسن سے وہ ہوگیا بتاؤں کیا
آخرش جذبۂ عشق میرا اتنا بڑھا عاشق معشوق خود بن گیا بتاؤں کیا

(66)

دل ہی تھا اسکا آئینہ بتاوں میں کیا جسمیں وہ خود ہی تھا رونما بتاوں میں کیا
شخص ہی تھا صورتِ اغیار ہر جگہ عکس اسکا ہی جلوہ تھا بتاوں میں کیا

(67)

ہرایک سے جُھک، مثلِ شاخِ خمیدہ[1] کی طرح سرکش نہ ہو تیغِ کشیدہ[2] کی طرح
سَو زخم اُٹھانا کہ ترقی پائے کٹ کٹ کے اُبھر شاخِ بریدہ[3] کی طرح

(68)

کوچہ اُن کا اپنا شاہی تخت ہے تاج یہ اپنا ہے اُن کا کفش پا
خوب ہے خالدؔ عبادت کا مقام سجدہ گاہ اپنا ہے ان کا نقشِ پا

(69)

آپ کے فضل کرم سے بگڑی قسمت بن گئی بدترین حالت تھی اپنی اچھی حالت بن گئی
میں ذلیل وخوار تھا دنیا کی نظروں میں مگر آپ کے صدقے میں میری شانِ عزت بن گئی

(70)

دل میرا اُسکا مرکز بنا بتاؤں میں کیا جان میری ہوگئی ہے فدا بتاؤں میں کیا
میں جب اُس میں فنا ہوگیا شان میری بڑھ گئی وہ ہی مجھ میں باقی رہا بتاؤں میں کیا

[1] جھکی ہوئی ٹہنی [2] زہریلی تلوار [3] تراشی ہوئی